درس حدیث

محمد اظہر مدنی

منافق کی پہچان اور انجام

عن ابی هريرة رضی الله تعالی عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: آية المنافق ثلاث: اذا حدث كذب، واذا وعد اخلف، واذا اؤتمن خان (صحیح بخاری باب علامات المنافق- ۳۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین علامتیں ہیں۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔

تشریح: نفاق اور ایمان ایک دوسرے کی ضد ہے۔ نفاق بدی کی علامت ہے اور ایمان صداقت کی علامت ہے۔ جھوٹ بولنے والا انسان سماج و معاشرہ میں ناقابل اعتبار بن جاتا ہے اور اس کو ہمیشہ مشکوک نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ اسی طرح سے سچ بولنے والا سماج و معاشرہ میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور وہ قابل اعتبار سمجھا جاتا ہے۔ اسی لئے اسلام نے اپنے متبعین کو جھوٹ سے بچنے اور سچ بولنے کی تلقین کی ہے۔ نبیؐ نے ایک موقع پر فرمایا **ایاکم والکذب فان الکذب یھدی الی الفجور وان الفجور یھدی الی النار** (بخاری) یعنی تم جھوٹ سے بچو بیشک جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فجور جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔ فجور کا مطلب حق سے ہٹ جانا اور پھر جانا ہوتا ہے۔ جھوٹ بولنے والے کو فاجر اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ جھوٹ بول کر حق سے پھر جاتا ہے۔ جھوٹی گواہی یا ایک جھوٹ سے کتنا بڑا نقصان ہوتا ہے، جیتی ہوئی بازی مات میں بدل جاتی ہے اور ایک جھوٹ سے ایک صاف ستھرے کردار کا مالک انسان کتنا داغدار ہو جاتا ہے۔ اس کا مشاہدہ آئے دن ہوتا رہتا ہے۔

منافق کو منافق اس لئے کہتے ہیں کہ وہ حق کو چھپاتا ہے اور اپنے مفادات کو حاصل کرنے کے لئے حقائق کو توڑ مروڑ کر بیان کرتا ہے اور جھوٹ وہ لوگ بولتے ہیں جو خود غرض اور حق کو چھپاتے ہیں۔ منافقین کو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سخت وعید سنائی ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا (النساء:۱۴۵) ''منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں جائیں گے ناممکن ہے کہ تو ان کا کوئی مددگار پالے۔''

سورہ نساء میں ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا (النساء:۱۴۲) ''بے شک منافقین اللہ سے چالبازیاں کر رہے ہیں اور وہ انہیں اس چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور یاد الٰہی تو یوں ہی سی برائے نام کرتے ہیں۔''

منافق دیکھنے میں کچھ اور، اور باطن میں کچھ اور ہوتا ہے۔ وہ فرد و سماج کے لئے انتہائی ضرر رساں ہوتا ہے۔ اسی لئے مذکورہ آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے منافق کو سخت وعید سنائی ہے۔ اس کے برعکس مومن کو جھوٹ سے بچنے، وعدہ خلافی نہ کرنے، امانت کی حفاظت کرنے پر خوش خبری سنائی گئی ہے۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج جھوٹ، وعدہ خلافی اور خیانت کو ترقی کا زینہ سمجھ لیا گیا اور لوگ جلد سے جلد ترقی کر لینے کے لئے ان برائیوں کی طرف سرپٹ بھاگ رہے ہیں۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں منافق کی چار خصلتیں بتائی گئی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں چار خصلتیں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے ایک ہوں گی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے وہ خصلتیں یہ ہیں (۱) جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۳) جب کوئی عہد کرے تو اسے پورا نہ کرے (۴) اور جب جھگڑے تو حق و صواب سے گریز کرے اور کذب و باطل کا راستہ اپنائے۔ (صحیح بخاری، باب علامة لایمان، صحیح مسلم، باب بیان خصال المنافق)

''علماء نے کہا ہے کہ اب جن مسلمانوں میں یہ خصلتیں پائی جائیں گی وہ ان صفات میں منافقین کے مشابہ اور ان کے اخلاق و کردار سے متصف قرار پائیں گے (جو ایک مسلمان کی صفات اور اخلاق و کردار کے برعکس ہیں) نہ یہ کہ وہ بھی اس طرح کے منافق شمار ہوں گے جو اپنے دلوں میں کفر چھپائے رکھتے تھے۔ کچھ دوسرے علماء نے اسے اعتقادی نفاق اور عملی نفاق سے تعبیر کیا ہے یعنی عہد رسالت کے بد باطن لوگ اعتقادی نفاق میں مبتلا تھے جس کی سزا کفر و شرک کی طرح دائمی جہنم ہے اور آج کل کے بدعمل مسلمان عملی نفاق کے شکار ہیں جس کی سزا اللہ کی مشیت پر موقوف ہے۔'' (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم تمام لوگوں کو جھوٹ، خیانت اور وعدہ خلافی سے بچنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ وصلی اللہ علی النبی

کامیاب ترین حج

خانہ کعبہ روئے زمین پر اللہ تعالی کا وہ واحد گھر ہے جس کی زیارت و طواف کے لیے دنیا کے سارے انسانوں کا دل مچلتا رہتا ہے اور سب کی خواہش اور ہر آدمی میں امنگ ہوتی ہے کہ اس گھر میں حاضری کے شرف سے مشرف ہو اور جس گھر کے بارے میں دعائے ابراہیمی ہے کہ اللہ جل شانہ اس سے سب کے دلوں کا کنکشن جوڑ دے۔ **فاجعل افئدة من الناس تهوى اليهم** ''پس تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے'' (ابراہیم: ۳۷)۔ ایسا کیوں نہ ہو جبکہ روئے زمین پر اللہ تعالی کا سب سے پہلا گھر یہی تو ہے۔ مکہ مکرمہ میں یہ جو گھر ہے اسے لوگوں کے لئے بنایا گیا تھا۔ یہ بہت مبارک اور مقدس گھر ہے۔ **ان اول بيت وضع للناس للذى ببكة مباركا وهدى للعالمين** ''اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ (شریف) میں ہے۔ جو تمام دنیا کے لئے برکت وہدایت والا ہے۔'' (آل عمران: ۹۶) خصوصاً مسلمان جو اس کی فضیلت و اہمیت، ضرورت و برکت اور اس کی زیارت کی فرضیت وافضیلت کو جانتے ہیں وہ اس کے حج وعمرہ کو اپنی زندگی کی سب سے بڑی سعادت سمجھتے ہیں اور خیر وفلاح کا موقع ومحل اس گھر کی زیارت کو مانتے ہیں۔ زہے نصیب کہ اس گھر، شہر اور در و بام کو دیکھنے کا موقع ہر انسان کو میسر ہو۔ کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو حج وعمرہ کرنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ ان سے بھی زیادہ خوش قسمت وہ ہیں جن کو وہاں قیام کا شرف وسعادت حاصل ہوتا ہے۔ ان کی خوش قسمتی پر کون نازاں وفرحاں نہ ہوگا جن کو اس مبارک سرزمین پر مستقل اقامت وسکونت کا اعزاز واکرام حاصل ہے۔ ان لوگوں کی خوش بختی پر رشک وفخر ہوتا ہے جو اس کی کسی معنی میں خدمت وطواف سے بہرہ ور ہوتے رہتے ہیں اور ان کی اقبال مندیوں اور سرفرازیوں پر جتنا بھی انسان غبطہ وسرور اور رشک وحسد کرے کم ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اس شہر، بیت اللہ اور کعبۃ اللہ کی تعمیر، صیانت وحفاظت، خدمت اور رفادت سقایت، تولیت اور ہر طرح سے اس کی دیکھ ریکھ کی سعادت وسرفرازی بخشی ہوئی ہے۔ اس پر دنیا کی ساری خدمات، تمغات، طرہ ہائے امتیاز اور فخر ومباہات، سارے اسباب

مدیر مسئول
اصغر علی امام مہدی سلفی
مدیر
عبدالقدوس اطہر نقوی
نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی   مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت
مولانا محفوظ الرحمن فیضی   مولانا شہاب الدین مدنی   ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی   مولانا طہ سعید خالد مدنی   مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث ۲
اداریہ ۳
ایمان وعمل ۶
سابقہ امتوں پر بھی نماز فرض کی گئی تھی ۹
نماز استسقاء کے احکام ومسائل کتاب وسنت کی روشنی میں ۱۳
اولیاء اللہ کے دو طبقے ۱۶
وقت کی قدر وقیمت ۱۹
مومن عورت کی بارہ صفات ۲۱
ریلس (Reels) کا فتنہ ۲۵
جماعتی خبر ۳۰
اعلان داخلہ المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ ۳۱
اشتہار اہل حدیث منزل ۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک
سالانہ ____ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ____ ۷/روپے
پاکستان ____ ۵۰۰/روپے
بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

ومناصب، مراتب اور درجات قربان کئے جاسکتے ہیں اور جو بڑے فخر سے اپنے آپ کو خادم الحرمین الشریفین کے مہتم بالشان اور عظیم المرتبت لقب سے ملقب ہونا پسند کرتے ہیں۔ عاہل، شاہ، عالی جاہ، فخامۃ الرئیس، جلالۃ الملک اور المقام السامی جیسے سارے ہی خطابات سے دنیا نے ان کو مخاطب کیا مگران پر محبان دین، شیدائیان بیت اللہ، فدایان مسجد الحرام والمسجد النبوی اور خدامان حرمین شریفین کا لقب ہی صحیح طور پر چسپاں ہوا، خوب جچا اور صحیح فٹ ہوا۔ بلکہ خادم الحرمین الشریفین کا خطاب عالی مقام ان کو راس آیا اور اسی کو لائق صد افتخار سمجھتے ہیں۔ اور انہوں نے اس کا حق بھی ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ **وفقهم الله لخدمة هذين البيتين الشريفين بكل جد واخلاص وتفان واتزان الى ابد الأباد. خلدالله ملكهم الى يوم المعاد بكل حنكة وحزم ورشاد وايدهم بنصره العزيز الى سائر الايام والازمان.**

یہ الفاظ وأدعیہ ان آل سعود اور ان کی حکومت کے لئے بے ساختہ اس لئے نوک قلم پر آگئے کہ وہ اس کے بجا طور پر مستحق وسزاوار ہیں۔ ایسے ناگفتہ بہ حالات میں بھی جب کہ ہم دین وایمان کے لحاظ سے سب سے مشکل ترین وقت میں جی رہے ہیں، آزمائش وفتنہ کا کون سا ایسا باب ہے جسے سرپٹ نہیں کھول دیا گیا ہے، اپنے ایک چھوٹے سے جھونپڑے کو ان آزمائشوں سے بچانا بھی بے حد مشکل ہے، بلکہ ایک غریب ومجبور محض انسان اور مسلمان کے گھر اور در میں ہی نہیں بلکہ اس کے جسم وجان اور چشم وبنان سب میں ایمان شکن اور آبرو باختہ ساز وسامان سما دیا گیا ہے اور اسی میں مگن ہیں نہ دنیا کی پرواہ نہ آخرت کی فکر۔ اس کے برخلاف آل سعود اور سعودیوں کو اللہ جل شانہ نے دنیا کی دولت اور عیش وآرام کے ہر سامان کو مہیا فرمادیا ہے۔ دنیا کو ان کے قدموں تلے ڈھیر کر دیا ہے اور سارے ترقی یافتہ ومتمدن ومتقدم اور سپر پاور اور ان کی نت نئی ایجادات واختراعات، سامان لہو ولعب اور اسباب واشیاء عیش وطرب کا منہ ان کی طرف کھول دیا گیا ہے کہ اس کا عشر عشیر بھی ہماری دنیا میں مشکل سے نظر آتا ہے اور اس کا حصول یا تو دشوار ترین ہے یا انگور کھٹے ہیں کے مصداق ہے۔ پھر بھی ہم اپنی مساجد ومدارس اور شعار وشناخت کو بھول بیٹھے ہیں۔ عبرت ونصیحت کی ہزاروں داستانیں ہمارے سامنے بکھری پڑی ہیں۔ وقت کے نت نئے تازیانے ہم پر پڑ رہے ہیں۔ مصائب ومشکلات کا وسیع وعریض باب ہی وا نہیں ہے بلکہ اب ہم مسلمانان عالم اس میں ہر طرح مبتلا ہو چکے ہیں۔ اپنی بقا کی بھیک بھی مانگنے کا شعور کھو چکے ہیں۔ بلکہ دریوزہ گری کی کونسی قسم اور بے عزت زندگی کی کون سی صورت ہے جو باقی رہ گئی ہے۔ امت مسلمہ اپنی تمام تر تباہی اور بے سروسامانی کے باوجود متحد ومتفق نہیں ہوسکتی اور نہ کوئی متحدہ پلیٹ فارم اپنا سکتی ہے۔ اگر معاف کیا جائے تو میں یہ کہنے کی جرأت کروں کہ ایسے نازک ترین حالات میں جب کہ امت مسلمہ پر مختلف قسم کے اور ہر چہار جانب سے خطرات کے بادل منڈلا رہے ہیں اور نوبت بایں جارسید کہ غیر قوم جس کو ایمان واسلام سے عاری قرار دینے سے ہم نہیں تھکتے وہ بھی امت مسلمہ کی حالت زار اور گرتی ہوئی صحت وساکھ کو دیکھ کر تڑپ جاتی ہے اور اپنی حمایت کا یقین دلاتی ہے۔ مگر امت مسلمہ ہے کہ سگان دنیا کی طرح کسی پھینکی گئی ہڈی اور ٹکڑے پر نہیں بلکہ موہوم پھینکی جانے والی ہڈی یا روٹی کے ٹکڑے پر تیز تند دانتوں سے اور کھا جانے والی آنکھوں کو تیز کر کے ایک دوسرے پر جھپٹ رہی ہے۔ اس پورے قضیے کا سب سے عبرت ناک اور خطرناک پہلو یہ ہے کہ ہم ان کو برا بھلا کہتے نہیں تھک رہے ہیں جو کم از کم بتیس دانتوں کے درمیان آج بھی جینے کا سلیقہ رکھتے ہیں۔ برابری کی بنیاد پر جی رہے ہیں۔ ان کی اپنی حکومت ہے۔ دولت ہے، قانون ہے۔ خصوصاً سعودی عرب میں حقیقی اسلامی قانون کا نفاذ ہے۔ اپنی دنیا ہے اور ایمانداری ہے۔ دینداری، دین کی علمبرداری اور تقویٰ شعاری بھی ہم سے بہر حال زیادہ ہے۔ ہم کتنی بڑی احمقوں کی جنت میں جینے کا روگ بلکہ بھرم پال لیں مگر ہم کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ہماری ایمانداری ودینداری کا ان کی دینداری وایمانداری سے کوئی تقابل ہے ہی نہیں۔ الا ماشاءاللہ

میری ان آنکھوں نے مشاہدہ کیا ہے، قریب سے دیکھا ہے اور پرکھا بھی ہے کہ ان عربوں کے یہاں سے چند ٹکڑے حاصل کر لینے والے بہت سے صاحبان جبہ ودستار کسی کو خاطر میں نہیں لاتے۔ نہ اخوان وانصار کو، نہ خویش واقارب کو، نہ زملاء واحباب کو، نہ طلباء ومدرسین کو، نہ ہمسفر وہمنشین کو، حتی کہ والدین اور مربیان روح ودماغ ماموں اور خالوؤں کو بھی خاطر میں نہیں لاتے۔ ان کا غرور، ان کی خودسری، ان کی ہرزہ سرائی، ان کی بدزبانی اور ان کے حملہ کرنے، دھمکانے اور اودھم مچانے کے ایسے ایسے ذرائع وصنائع سامنے آتے ہیں کہ اسلام ہی نہیں انسانیت بھی سر پیٹ کر رہ جائے۔ اپنی مادر علمی اور ملت کے دیگر عظیم اداروں اور ان کے ذمہ داروں کے خاک پا کے برابر نہ ہونے کے باوجود ان کی پگڑی اچھالنے اور ان پر کیچڑ پھینکنے میں اپنی برتری سمجھتے ہیں۔ بڑی بڑی جمعیتوں اور اس کے سربراہوں حتی کہ ان میں سے اللہ کے یہاں سدھار گئی ہستیوں کو بھی بے حیثیت اور بے ایمان کہنے سے نہیں چوکتے۔ ان کو ہنود کا

پروردہ قرار دینے والے بھلا وہ عربوں کو کیوں کر بخشیں گے۔

یہی وجہ ہے کہ دنیا نے دیکھا اور آپ نے بھی سنا کہ مملکت سعودی عرب کے اعلیٰ ترین حج انتظامات اور عام تصور اور امکان سے زیادہ بہتر سہولیات اور ضیوف الرحمٰن کی راحت وآرام کے لیے جدید ترین وسائل کی فراہمی کے باوجود یہود کے پروردہ صحافیوں، باطل کے گماشتوں، قدیم وجدید حاسدوں اور فتنہ بازوں کی طرف سے کس طرح شور وغوغا مچایا گیا اور حکومت کی ساری مساعی جمیلہ کو سبوتاژ کرنے کے لیے کس قدر غلط پروپیگنڈے اور تشکیکات پھیلائے گئے، مختلف حوالوں سے کس طرح حجاج کرام کو بھرمانے اور تشویش اور اندیشے میں مبتلا کرنے کی مذموم کوشش کی گئی اور اپنے تخریبی مقاصد کی تکمیل کے لیے کیسے کیسے اوچھے ہتھکنڈے اپنائے گئے؟ لیکن اللہ تعالیٰ نے خدام حرمین شریفین کے اخلاص وایمان اور عقیدہ ومنہج کی درستگی اور جذبۂ خدمت وفرض شناسی کی وجہ سے ان کو ہر طرح سے سرخرو فرمایا اور موسم حج خیر وخوبی اور امن وسعادت کے ساتھ اختتام کو پہنچا اور دنیا بھر سے آئے ہوئے لاکھوں حجاج کرام اپنے خادم ومحسن سعودی فرمانروا اور ان کی حکومت کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے اپنے وطن مالوف واپس لوٹے اور اس طرح سارے سازشی، فتنہ جو اور شر پسند عناصر کو منھ کی کھانی پڑی اور بس اللہ اور اس کے گھر کے جاروب کشوں اور خدمت گاروں کا نام باقی رہ گیا۔ **وفقهم الله**

حالانکہ بدخواہوں کی فتنہ جوئیوں کے علی الرغم اس مرتبہ کے حج میں چیلنجز کم نہ تھے، داخلی بھی تھے، خارجی بھی تھے، اسلام دشمن جنگجوؤں کے جنگ جویانہ، تخریبی اور دہشت گردانہ عزائم ان پر مستزاد تھے۔ اور ان کی ریشہ دوانی وفتنہ سازی کچھ کم نہ تھی حتی کہ خطبۂ حج کو بھی غلیظ نشانہ بنانے کی کوشش کی گئی اور اس کے حوالے سے بدبختانہ پروپیگنڈوں کا جال بچھایا گیا اور دانستہ یا نادانستہ یہود کے یہ آلہ کار اور حاسد وحاقد اور نام نہاد علماء خطیب مسجد نمرہ وعرفہ کو نشانہ بنانے لگے، دراصل اس کے ذریعہ وہ مملکت توحید کو دو طرفہ دھوکہ دے رہے ہیں۔

لیکن قربان جایئے کہ مملکت سعودی عرب کی بالغ نظر اور فکر رسا قیادت نے جس اولوالعزمی اور ایمانی جوش وولولہ اور دینی واخلاقی قوت کے ساتھ ان چیلنجز کا مقابلہ کیا اور حج جس تاریخی کامیابی سے ہمکنار ہوا، وہ دنیا کی نظروں کے سامنے ہے۔ حجاج کرام کی راحت وآرام کے لیے پہلے کے مقابلے میں بہتر سے بہتر انتظامات، حرمین شریفین اور دیگر مقامات مقدسہ کی زیارت کے لیے نقل وحمل کے جدید ترین وسائل اور آرام دہ ٹرانسپورٹ سسٹم، مقامات حج کے بہترین رکھ رکھاؤ اور کسی بھی طرح کی انہونی اور ناخوش گوار حادثہ سے حجاج کرام کی حفاظت کی حسن تدابیر، آرام دہ خیموں کا بندوبست، حاجیوں کی بھرپور رہنمائی اور مناسک حج کی ادائیگی میں اعلیٰ ترین سہولیات کی فراہمی اور قدم قدم پر ایمان واخلاص کی جلوہ گری اور جذبۂ خدمت کی فراوانی وغیرہ ایسے امور ہیں جن کو لفظوں میں بیان کرنا اور مضمون میں ان کا نقشہ کھینچنا میرے لئے ناممکن ہے۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

میں تو بس یہی دعا کرتا ہوں اللهم زد فزد۔ اور

دیکھا ہے جو کچھ میں نے اوروں کو بھی دکھلا دے

اللہ تعالیٰ ان سے حرمین شریفین کی خدمت سدا لیتا رہے۔ نیز اس توفیق خدمت حرمین شریفین پر خصوصاً اور اسلام کی ہمہ جہت خدمات انجام دینے، خلق الٰہی کے کام آنے اور لائق رشک طریقے سے کتاب وسنت کی خدمت کرنے پر آل سعود، سعودیوں اور علماء کو مزید بہتر خدمات انجام دینے کے لئے دعا گو ہونا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے شکرانے کے طور پر اس میں اور والہانہ طور پر جٹ جانا چاہیے۔ رہ گئی دنیا، تو اس نے کب اللہ والوں کو بخشا ہے۔ انبیاء ورسل کو بدنام کرنے کا کوئی لمحہ انھوں نے نہیں گنوایا اور کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ پھر بھی اولوالعزم نبی موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا۔ قَالَ يَٰمُوسَىٰٓ إِنِّي ٱصۡطَفَيۡتُكَ عَلَى ٱلنَّاسِ بِرِسَٰلَٰتِي وَبِكَلَٰمِي فَخُذۡ مَآ ءَاتَيۡتُكَ وَكُن مِّنَ ٱلشَّٰكِرِينَ. (الاعراف:۱۴۴) ''ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ! میں نے پیغمبری اور اپنی ہم کلامی سے اور لوگوں پر تم کو امتیاز دیا ہے تو جو کچھ تم کو میں نے عطا کیا ہے اس کو لو اور شکر کرو۔''

لہٰذا پہلے سے بہتر کام اور شکر گزاری واجب ٹھہری۔ **اللهم وفقهم لما تحبه وترضاه**

بہرحال امسال کے حج کے بارے میں میرے یہ بعض انطباعات ومشاہدے تھے جن کا یہاں اجمالاً تذکرہ کردیا گیا ہے۔

☆☆☆

ایمان وعمل

مولانا خورشید عالم مدنی، پٹنہ

تاریخ کے پردے پر ایسے بہت سارے لوگ ظاہر ہوئے جنہیں اللہ نے بہت کچھ دیا، شان وشوکت، مال ودولت، حکومت وسلطنت، جاہ وحشمت لیکن انہوں نے سب کچھ گنوادیا ان کے سارے نشانات مٹ گئے اور وہ داستان پارینہ بن کررہ گئے، صرف وہ بچ گئے اور اپنے کارہائے نمایاں سے نئی تاریخ رقم کی انسانی دلوں پر راج کیا، انسانیت کے نجات دہندہ ثابت ہوئے جنہیں اللہ نے ایمان وعمل صالح کی دولت سے نوازا، ایمانی زندگی گذاری، چراغ ایمان کو فروزاں کیا، اور اس راہ میں پیش آنے والے تمام مصائب وآلام کا پوری قوت ایمانی، صبر واستقامت اور خندہ پیشانی سے استقبال کیا۔ یہی وہ تاریخی حقیقت اور پیغام دلنشیں ہے جسے سورۃ العصر میں بیان کیا گیا ہے۔

اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں اور اس کی ساری نعمتیں عظیم ہیں لیکن ان میں سب سے بڑی نعمت ہدایت ومعرفت اور توحید وایمان کی نعمت ہے۔ جس کی صداقت ومتانت پر تمام قرآن، ارشادات نبوی، صحابہ کرام کی زندگیاں گواہ ہیں۔

اللہ کو سب سے بڑا اور ہر چیز سے بڑا مان لینا، اپنے آپ کو نیچا، بندہ مان لینا اور ہر قسم کی عبادتوں کو اسی کے لئے خاص کردینا یہ ایمان ہے اور اللہ زندگی کا نظام فرشتوں کے ذریعے چلا رہا ہے ان کو ماننا، رسولوں کو ماننا، آسمانی کتابوں اور تقدیر پر ایمان یہ سب ایمان کا حصہ ہیں، دل سے اللہ پر یقین، زبان سے اقرار، اعضاء کو اس کے حکم کے تابع کردینا، یہ ایمان کا مفہوم ہے۔

وہ بڑا بدنصیب ہے اس کی نعمت کسی کام کی نہیں اگر اس نے اپنے ایمان کی حفاظت نہیں کی، اللہ تعالیٰ نے فرعون وقارون کو کیا نہیں دیا اس نے سب کچھ برباد کرلیا اسے دنیا کی لعنتیں اور آخرت کی رسوائی ملی، کاش وہ سب کچھ گنوا کر ایمان کو خرید لیتا تو دنیا وآخرت کے خسران سے محفوظ رہتا۔ کاش اسے یہ معلوم ہوتا کہ نعمت ایمان کو بچانے کے لئے ساری نعمتیں قربان کی جاسکتی ہیں اس لئے کہ وہ سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس نعمت کی وجہ سے ساری نعمتیں نعمت بنتی ہیں اگر نعمت ایمان نہیں تو ساری نعمتیں نقمت اور باعث عذاب ہیں، ہمارے اعمال اس وقت تک صالح نہیں بنیں گے اور عنداللہ قبولیت کا درجہ نہیں پائیں گے دین ودنیا میں اپنے پاکیزہ اثرات وثمرات ظاہر نہیں کرسکتے اگر ہم انہیں ایمان باللہ کے ساتھ انجام نہ دیں، ایمان سے عاری اعمال سے متعلق ہی رب ذوالجلال کا یہ فیصلہ بھی ہے: وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ''اورانھوں نے جو جو اعمال کئے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر پراگندہ ذروں کی طرح کردیا'' (الفرقان:۲۳)

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبداللہ بن جدعان کے متعلق پوچھا جو بڑے سردار تھے، حاجیوں کے خادم تھے، صلہ رحمی کرنے والے اور بڑے سخی انسان تھے۔ اے اللہ کے رسول اس کے ان اعمال کا اسے کوئی فائدہ پہنچے گا؟ تو آپ نے فرمایا لا ینفعه، انه لم یقل یوما رب اغفرلی خطیئتی یوم الدین (مسلم، احمد) نہیں جی کوئی فائدہ نہیں ملے گا۔ (اسے اپنے رب پر آخرت پر ایمان کہاں تھا) کسی ایک دن بھی اس نے یہ نہیں کہا کہ اے میرے رب! قیامت کے دن میرے گناہ کو بخش دینا۔

ایمان وہ متاع بے بہا ہے گنج گراں مایہ ہے کہ اگر یہ دولت مل گئی تو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین عالیہ کے مطابق ایک کھجور بلکہ اس کا ایک ٹکڑا اور ایک قطرۂ آنسو جہنم کی آگ بجھادے گا اور جنت میں داخل کردے گا، فرماتے ہیں اتقو النار ولو بشق تمرة (صحیح بخاری، الزکاۃ ۱۴۱۷) پس صدقہ کرکے جہنم سے بچ جاؤ خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو۔

عینان لاتمسها النار عین بکت من خشیة الله وعین بات تحرس فی سبیل الله (ترمذی، ابواب فضائل الجهاد) یعنی دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ ایک وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے تر ہوئی اور ایک وہ آنکھ جس نے راہ خدا میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزاری ہو، اور ایمان سے عاری بڑے موٹے اور بھاری شخص کا ویلو اور وزن بھی اللہ کے نزدیک پرکاہ (مچھر کے پر) کے برابر نہیں ہوگا، جیسا کہ رسول گرامی فرماتے ہیں۔ انه لیاتی الرجل العظیم السمین یوم القیامة لایزن عندالله جناح بعوضة (بخاری، کتاب التفسیر ۴۷۲۹) یعنی بلاشبہ قیامت کے دن ایک بہت بھاری بھرکم موٹا شخص آئے گا لیکن وہ اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی کوئی قدر نہیں رکھے گا۔

لیکن صاحب ایمان بڑا وزنی بھاری ہوتا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تعلق سے فرمایا جب وہ مسواک توڑنے پیلو کے درخت پر چڑھ گئے، ہوا کے جھونکے سے، کمزور جسم، پتلی پنڈلی والے عبداللہ

ملنے لگے،اس منظر کو دیکھ کر صحابہ کرام ہنس پڑے اس موقع سے آپ نے فرمایا انتم تتعجبون من دقة ساقيهما والذى نفسي بيده لهما اثقل فى الميزان يوم القيامة من جبل أحد تم لوگ ان کی پتلی پنڈلیوں کو دیکھ کر تعجب کر رہے ہو واللہ ان کی دونوں پنڈلیاں قیامت کے دن میزان عمل میں احد پہاڑ سے زیادہ بھاری ہوں گی۔(احمد، بزار، طبرانی)

ایمان کی دولت نصیب ہوجائے تو بندہ اللہ کا دوست بن جاتا ہے۔ارشاد باری ہے،اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ”ایمان لانے والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے وہ انھیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے۔“(البقرۃ:۲۵۷) اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ”یادرکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوئے ہیں وہ ،وہ ہیں جو ایمان لائے اور (برائیوں سے) پرہیز رکھتے ہیں“(یونس:۶۲)

ایمان ایک ایسی عینک ہے جسے لگا لو تو ہر چیز صحیح نظر آتی ہے ورنہ ہر چیز الٹی نظر آتی ہے اور ایمان سے محروم لوگوں کا انجام بھی الٹا ہوتا ہے اس لئے ایمان کی قدر کریں یہ کائنات کی سب سے بڑی دولت ہے، دنیا وآخرت میں ہر اعتبار سے فائدہ مند ہے۔حقیقی کامیابی وابدی کامرانی کا ضامن ہے یہ دخول جنت کی کنجی ہے۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، من لقى الله لا يشرك به شيئا دخل الجنة (بخاری:۱۲۹) جس نے اللہ سے اس حال میں ملاقات کی کہ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا تو جنت میں داخل ہوگا۔

ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی ایمان کا جزء ہے، جو ایمان کو جلاء بخشتا ہے اور جس سے انسان کی روح تندرست وتازہ اور زندہ رہتی ہے۔جس طرح غیر صالح، غیر متوازن اور بدبودار غذا سے انسان کے جسم کو بیماری لاحق ہوجاتی ہے اسی طرح برائی، بدی، گناہ، محرمات کے ارتکاب سے انسان کی روح بیمار پڑجاتی ہے وہ ناپاک وپلید ہوجاتی ہے۔اس لئے کہ گناہ گندگی ہے نجس ہے۔اور جس طرح انسان اپنے جسمانی امراض کے علاج کے لئے تگ ودو کرتا، دنیا کے چکر لگاتا اور اپنی پوری دولت حصول صحت کے لئے خرچ کردیتا ہے اسی طرح ہماری روح اگر بیمار پڑجائے تو اس کے علاج کی فکر ہونی چاہیے اور اس کے تزکیہ وتطہیر وارتقاء کی فکر دامن گیر ہونی چاہیے۔

یادرکھیں اللہ کی جنت عرش الٰہی کے بعد سب سے پاکیزہ جگہ ہے، سب سے خوبصورت ہے اس کا ایک نام حسنیٰ بھی ہے: لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ (یونس:۲۶) اس لئے اس پاک جگہ پر کسی ناپاک، گندے انسان کے جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی پاکی وپاکیزگی اور اس کے قلب کی طہارت کا بڑا اور عمدہ انتظام کیا ہے تاکہ وہ اس تربیتی ڈھانچے میں ڈھل کر اپنے مستقبل کو روشن بنالے اور اللہ کی جنت کو حاصل کرلے، اس لئے کہ انسان اس دنیا میں جنت کا مسافر ہے۔

یہ اللہ اپنے بندوں سے بڑی محبت کرتا ہے، یہ جتنی محبت کرتا ہے اتنی محبت والدین بھی اپنی اولاد سے نہیں کرتے، یہ جتنا پیار شفقت ورحمت کا معاملہ اپنے بندوں سے کرتا ہے،کوئی ماں اپنے بچے سے نہیں کرتی۔

ایک جنگ میں ایک عورت کا بچہ گم ہوگیا اب وہ جس چھوٹے بچے کو دیکھتی اسے سینے سے لگالیتی اور کلیجہ سے چمٹالیتی، اسے دودھ پلانے لگتی تھی۔رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا اچھا بتاؤ! کیا یہ عورت پسند کرے گی کہ اپنے شیر خوار بچہ کو آگ میں ڈال دے؟ صحابہ نے عرض کیا ایسا ہرگز نہیں کرے گی، تو آپ نے فرمایا: اس عورت کو اپنے بچہ سے جتنی محبت ہے اور آگ میں جلنے سے نفرت ہے الله أرحم بعباده من هذه بولدها (بخاری ۵۹۹۲) اللہ اس عورت سے کہیں زیادہ اپنے مومن بندوں سے محبت کرتا ہے۔وہ اللہ خود فرماتا ہے۔مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا (النساء:۱۴۷)

واضح رہے کہ جتنی عبادتیں اللہ نے فرض کی ہیں یہ سب بندوں کی صفائی وپاکیزگی کے لئے کی ہیں تاکہ اس کے بندے پاک ہوکر پاکیزہ جنت میں چلے جائیں۔حج کے تعلق سے نبی رحمت نے فرمایا:من حج فلم يرفث ولم يفسق رجع كما ولدته امه (مسلم، کتاب الحج)

یعنی جس شخص نے حج کیا اور (دوران حج) اس سے کوئی فحش گوئی اور گناہ نہیں ہوا تو وہ اس دن کی طرح واپس ہوگا جیسے اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ الحج المبرور ليس له جزاء الا الجنة (مسند احمد:۷۳۵۴) حج مقبول کا بدلہ تو جنت ہی ہے۔

نماز سے متعلق اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں أرأيتم لو ان نهرا بباب احدكم... (بخاری ۵۲۸) اگر کسی شخص کے دروازے پر نہر جاری ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ دفعہ نہائے تو کیا اس کے جسم پر میل باقی رہ سکتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ یہی حال پانچوں وقت کی نمازوں کا ہے، اللہ ان کے ذریعے گناہوں کو مٹادیتا ہے۔

اور یہ روزہ بھی انسان کے گناہوں کو پاک صاف کرکے اس کے دل میں تقویٰ پیدا کرتا ہے، یہ برائیوں سے دور رکھتا ہے۔جیسا کہ ہمارے نبی فرمارہے ہیں:الصوم

جنۃ (نسائی۔کتاب الصیام) یہ روزہ گناہوں سے محفوظ رہنے کا ڈھال ہے۔

پھر رمضان کا معنی ہی گناہوں کا جلانا ہے اسے رمضان اس لئے کہا جاتا ہے لانہ یرمض الذنوب یہ بندوں کے اعمال صالحہ کے سبب گناہوں کو جلا دیتا ہے۔

اسی طرح زکوۃ وصدقات کے فلسفہ وحکمت کو بیان کرتے ہوئے قرآن ناطق ہے: خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا ''آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کردیں اور ان کے لئے دعا کیجئے۔'' (التوبہ:۱۰۳) گناہوں سے پاکی وصفائی کی خاطر قدرت نے ایک نرالا انتظام یہ فرمایا ہے کہ اس نے گنہگاروں کی معافی، صفائی کے لئے توبہ کا دروازہ کھول دیا ہے، جو رب کا بڑا کرم واحسان ہے، اس توبہ کے لئے ہمیں کسی مرشد کے پاس جانے، اسے اپنا راز بتانے، ذلت اختیار کرنے، اسے نذرانے عطا کرنے، تعویذ گنڈے لٹکانے کی ضرورت نہیں، یہ بندہ اور رب کا معاملہ ہے، بس بندے سے کوئی چوک ہوگئی، نافرمانی کر بیٹھا تو فوراً وہ اللہ کے حضور اپنے گناہ کا اعتراف کرلے، آئندہ نہ کرنے کا عزم وعدہ بھی اور یوٹرن لے لے، ہاں اگر اس نے کسی کی حق تلفی کی ہے، کسی بندہ پر ظلم کیا ہے، تو اس سے اپنے معاملے کو رفع دفع کرلے اور کلین چٹ لے لے پھر وہ بشارت الٰہی سنے۔ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ''قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ دور کردے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔'' (التحریم:۸)

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ''سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔'' (الفرقان:۷۰)

بسا اوقات بندے سے جب عبادت الٰہی میں خلل ہوجاتا ہے، یا وہ معصیت الٰہی کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے، یا اللہ اپنے بندوں کے رفع درجات، گناہوں کی معافی کے لئے یا اس کے ایمان وتوکل اور صبر کا امتحان لینے کے لئے مختلف شکلوں میں اسے مصائب سے دوچار کرتا ہے تو اس سنگین گھڑی میں ہمیں چاہیے کہ صبر کریں، غوث وقطب کے بجائے اللہ کو پکاریں، انا للہ وانا الیہ راجعون کہیں۔ اس کی رحمت کو آواز دیں اور گھر (دین) واپسی کی کوشش کریں۔ پھر کیا ہوگا؟ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ''ان پر ان کے رب کی نوازش اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔'' (البقرہ:۱۵۷)

عمل صالح کے تعلق سے اس حقیقت کو ذہن نشین کرلیں کہ عمل صالح وہ نہیں ہے جسے ہم نیک عمل کہہ دیں وہ بھی نہیں جسے آپ نیک عمل سمجھ لیں، بلکہ اسلام نے اس کا معیار متعین کیا، اس کے حدود کی تعیین کی ہے، آپ اسے کتاب وسنت کے میزان پر تول کر دیکھیں اور یہ سمجھ لیں کہ ہر وہ عمل نیک عمل ہے جسے کرنے نہ کرنے کا حکم اللہ اور اس کے رسول نے ہمیں دیا ہے جیسے سچ بولنا، نیکی ہے اور جھوٹ سے بچنا بھی نیکی ہے۔ نکاح کرنا نیک عمل ہے اور زنا سے بچنا بھی عمل صالح ہے اور کسی بھی نیک عمل کی قبولیت کے دو شرائط ہیں، ہمارے اس عمل کا محرک رضاء الٰہی کا حصول ہو اور ہمارا وہ عمل موافق سنت رسول ہو۔

عمل صالح کے دینی ودنیوی فوائد، پاکیزہ اثرات وثمرات اور نتائج حمیدہ کو سمجھنے کے لئے درج ذیل آیات کریمہ کو پڑھیں اور مفہوم سمجھیں مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (النحل:۹۷) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ''جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت لیکن باایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے اور ان کے نیک اعمال کا بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دیں گے۔'' (الاحزاب:۷۰)

اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوجائے۔ خاتمہ ایمان پر ہو، اپنے نیک بندوں میں شامل کرلے۔ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ''اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے! تو ہی دنیا وآخرت میں میرا ولی (دوست) اور کارساز ہے تو مجھے اسلام کی حالت میں فوت کر اور نیکوں میں ملادے۔'' (یوسف:۱۰۱)

مکتبہ ترجمان کی

نصابی کتابیں

چمن اسلام قاعدہ	30/-
چمن اسلام اول	24/-
چمن اسلام دوم	30/-
چمن اسلام سوم	30/-
چمن اسلام چہارم	34/-
چمن اسلام پنجم	40/-
چمن اسلام مکمل سیٹ	188/-

مولانا آصف تنویر تیمی، جامعہ امام ابن تیمیہ، بہار

سابقہ امتوں پر بھی نماز فرض کی گئی تھی

قرآن کریم کی آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے تمام سابقہ امتوں پر نماز کو فرض کیا تھا۔اورانہیں نماز کی تعظیم کا بھی حکم دیا تھا جس سے اسلام میں نماز کے مقام ومرتبے کا اندازہ ہوتا ہے۔اس امت میں نماز اسلام کا دوسرا رکن ہے۔نماز کی فرضیت کا انکار کرنے والا دین سے باہر ہوجاتا ہے۔مسلمان اور کافر میں نماز کو حد فاصل قرار دیا گیا ہے۔نماز اسلام کا معراج ہے۔نماز میں معمولی سستی ہلاکت کا باعث ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری وصیت میں نماز سے متعلق تاکید کی تھی۔نماز مومنوں کے لئے خیرات وبرکات اور اللہ تعالی کی ہزار رحمتوں اور مصائب ومشکلات سے بچنے کا سبب ہے۔

یونس علیہ السلام کی امت پر نماز کی فرضیت: اللہ تعالی نے یونس علیہ السلام کے مچھلی کے نگلنے کے واقعہ کو قرآن کریم میں ذکر کیا ہے۔اس سلسلے میں نماز کا بھی تذکرہ ہوا ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا:﴿ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾ ترجمہ:''پس اگر ایسا نہ ہوتا کہ وہ ہر دم تسبیح پڑھتے رہتے۔تو وہ مچھلی کے پیٹ میں اس دن تک رہتے جب لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے''۔(الصافات:۱۴۳،۱۴۴)اس آیت کی تفسیر میں معروف مفسر علامہ ڈاکٹر محمد لقمان سلفی رحمہ اللہ قمطراز ہیں:''یونس علیہ السلام چونکہ اس ابتلاء وآزمائش سے قبل کثرت سے نماز پڑھتے تھے اور ہمیشہ تسبیح وتہلیل اور ذکر وعبادت میں مشغول رہتے تھے،اسی لئے اللہ نے ان پر رحم کیا اور انہیں﴿لا الہ الا أنت سبحانک انی کنت من الظالمین﴾ کے ورد کا الہام کیا،جس کی برکت سے مچھلی نے اللہ کے حکم سے انہیں ساحل سمندر پر لاکر ڈال دیا،ورنہ قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے۔مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے یونس علیہ السلام بیمار ہوگئے تھے۔اللہ تعالی نے ان کی حفاظت کا یہ سامان کیا کہ وہاں فورا یقطین کا ایک درخت اگ آیا جس کے پتے ان پر سایہ فگن ہوگئے،اور انہیں دھوپ اور مکھی سے بچانے لگے۔مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ نے ان کے لئے ایک دودھ دینے والی ہرنی کو مسخر کردیا جو صبح وشام انہیں دودھ پلانے کے لئے ان کے پاس آجایا کرتی،یہاں تک کہ وہ بالکل تندرست ہوگئے اور اپنی قوم کے پاس واپس ہوگئے تو دیکھا کہ وہ سب مسلمان ہوچکے ہیں،اور ان کے جانے کے بعد انہوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کرلی تھی،اس لئے اللہ نے ان سے عذاب کو ٹال دیا''۔(تیسیر الرحمٰن لبیان القرآن،۱۲۶۷)ابن عباس،سعید بن جبیر اور قتادہ وغیرہ '' المسبحین'' کی تفسیر ''مصلین'' سے کی ہے۔(دیکھئے:تفسیر طبری،۲۱/۱۰۹)

ابراہیم علیہ السلام کی امت پر نماز کی فرضیت: اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا جب وہ اسماعیل علیہ السلام کو لیکر گئے اور خانہ کعبہ کے نزدیک انہیں ان کے ماں کے ساتھ چھوڑ کر واپس ہونے لگے۔اس وقت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالی سے اپنے بال بچوں کے لئے جو دعا کی اس میں یہ بھی شامل تھا کہ وہ نماز کو قائم رکھیں گے۔اللہ تعالی نے فرمایا:﴿رَبَّنَآ اِنِّىْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْىِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ﴾ ترجمہ:''اے ہمارے رب!ہم نے اپنی بعض اولاد کو تیرے بیت حرام کے پاس ایک وادی میں بسایا ہے جہاں کوئی کھیتی نہیں ہے،اے ہمارے رب!میں نے ایسا اس لئے کیا ہے تاکہ وہ نماز قائم کریں،اس لئے تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف پھیر دے،اور بطور روزی انہیں انواع واقسام کے پھل عطا کر،تاکہ وہ تیرا شکریہ ادا کریں''۔(ابراہیم:۳۷)آیت کی تفسیر کے ضمن میں علامہ ڈاکٹر محمد لقمان سلفی رحمہ اللہ قمطراز ہیں:''اور ابراہیم علیہ السلام کا اپنی اولاد کو بیت حرام کے پاس بسانے کا مقصد یہ تھا کہ ان کی اولاد وہاں نماز قائم کرے،اور نماز کا بالخصوص ذکر اس کی غایت درجہ اہمیت کے پیش نظر کیا،اور ''ربنا'' کا دوبارہ ذکر نماز ہی کی اہمیت بتانے کے لئے کیا''۔(تیسیر الرحمٰن لبیان القرآن،۷۳۴)

سورہ حج کی آیت سے بھی ابراہیم علیہ السلام کی امت پر نماز کی فرضیت کا پتہ چلتا ہے اللہ تعالی نے فرمایا:﴿وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْقَاۗىِٕمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ﴾ ترجمہ:''اور جب ہم نے ابراہیم کے لئے خانہ کعبہ کی جگہ مقرر کردی،اور ان سے کہا کہ آپ کسی چیز کو بھی میرا شریک نہ ٹھہرائیے،اور میرے گھر کو طواف کرنے

والوں، قیام کرنے والوں، اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لئے شرک وبت پرستی سے پاک رکھئے‘‘۔(الحج:۲۶) ایسے ہی قرآن کریم میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے الفاظ موجود ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اوپر بھی نماز فرض تھی، اللہ تعالی کا فرمان ہے:﴿رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ﴾ ترجمہ:’’اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز کا پابند بنادے، اے ہمارے رب! اور میری دعا کو قبول فرمالے‘‘۔(ابراہیم:۴۰)

اسماعیل علیہ السلام کی امت پر نماز کی فرضیت: اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اسماعیل علیہ السلام کی عبادات اور دعوت کے تعلق سے فرمایا:﴿واذكر في الكتاب اسماعيل انه كان صادق الوعد وكان رسولا نبيا وكان يأمر أهله بالصلاة والزكاة وكان عند ربه مرضيا﴾ ترجمہ:’’اور آپ قرآن میں اسماعیل کا ذکر کیجئے، وہ وعدہ کے بڑے سچے تھے، اور رسول و نبی تھے۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکاۃ کا حکم دیتے تھے، اور وہ اپنے رب کے نزدیک بڑے پسندیدہ تھے‘‘۔ اس آیت کی تفسیر کے حوالے سے علامہ ڈاکٹر محمد لقمان سلفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جارہا ہے کہ جس طرح آپ نے مریم، عیسی، ابراہیم اور موسی علیہم السلام سے متعلق قرآنی آیتوں کی تلاوت کرکے لوگوں کو سنایا ہے، اب اسماعیل بن ابراہیم سے متعلق آیتوں کی بھی تلاوت کیجئے، اس لئے کہ وہ وعدہ کے بہت ہی سچے انسان تھے۔ جب بھی کسی انسان سے کوئی وعدہ کرتے تو بہر حال اسے پورا کرتے۔ اور سب سے بڑا اور خطرناک وعدہ اپنی جان کی قربانی سے متعلق اپنے باپ ابراہیم سے کیا اور کہا: آپ مجھے ان شاء اللہ صبر کرنے والے پائیں گے۔ تو اس وعدے کو ایسی نیاز مندی کے ساتھ پورا کیا کہ رہتی دنیا تک کے لئے سپردگی اور فدائیت کا اولین نمونہ بن گئے۔ اور وہ موسی کے مانند رسول اور نبی تھے، اور اپنے اہل وعیال کو نماز وزکاۃ اور دیگر نیک کاموں کا حکم دیتے تھے، تاکہ دوسروں کے لئے اچھی مثال بنیں‘‘۔(تیسیر الرحمن لبیان القرآن، ۸۷۸/۸۷۹)

اسحاق علیہ السلام کی امت پر نماز کی فرضیت: اللہ تعالی نے اسحاق علیہ السلام کی امت کے تعلق سے فرمایا:﴿وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ وَ جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ﴾ ترجمہ:’’اور ہم نے انہیں اسحاق عطا کیا، اور مزید برآں یعقوب دیا، اور سب کو ہم نے نیک بنایا، اور ہم نے انہیں پیشوا بنایا جو ہمارے حکم کے مطابق لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے، اور ہم نے ان کے پاس وحی بھیجی تھی کہ وہ اچھے کام کریں، اور نماز قائم کریں، اور زکاۃ دیں، اور وہ سب ہماری ہی عبادت کرتے تھے‘‘۔(الأنبیاء:۷۳)

شعیب علیہ السلام کی امت پر نماز کی فرضیت: شعیب علیہ السلام نے جب اپنی قوم کے لوگوں کو غیر اللہ کی عبادت اور ناپ تول میں کمی سے منع کیا تو ان لوگوں نے برجستہ کہا:﴿قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْۤ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ﴾ ترجمہ: انہوں نے کہا، اے شعیب! کیا تمہاری نمازیں تمہیں حکم دیتی ہے کہ ہم ان معبودوں کو چھوڑ دیں، جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے، یا ہم اپنے مال میں اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرنا چھوڑ دیں، بے شک تم تو بڑے ہی بردبار اور سمجھدار ہو!‘‘۔(ہود:۸۷) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم شعیب کے نزدیک سب سے بڑا عمل نماز تھا۔

اس آیت کی تفسیر میں ڈاکٹر محمد لقمان سلفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:’’شعیب علیہ السلام کثرت سے نماز پڑھتے تھے اور ذکر الہی میں مشغول رہتے تھے، اسی لئے کافروں نے ان کی دعوت کو ٹھکراتے ہوئے کہا کہ اے شعیب! کیا تمہاری نمازیں تمہیں حکم دیتی ہیں کہ ہم ان معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارا باپ دادا عبادت کرتے تھے، یا اپنے مال کے بڑھاوے کے لئے جو کچھ ہم کرتے آئے ہیں اسے چھوڑ دیں۔ تم تو خاندان اور قوم میں بہت ہی سوجھ بوجھ والے سمجھے جاتے تھے، پھر یہ بہکی بہکی باتیں کیوں کرتے ہو!‘‘۔(تیسیر الرحمٰن لبیان القرآن، ۶۵۸)

موسی علیہ السلام کی امت پر نماز کی فرضیت: موسی علیہ السلام اللہ تعالی کے مقرب ترین بندے اور نبی تھے۔ ان کو اللہ عزوجل کے ساتھ ہم کلامی کا بھی شرف حاصل تھا۔ ان پر عبادات کے ضمن میں سب سے پہلے نماز فرض کی گئی۔ اللہ تعالی نے فرمایا:﴿فاستمع لما يوحى انني أنا الله لا اله الا أنا فاعبدني وأقم الصلاة لذكري﴾ ترجمہ:’’آپ پر جو وحی کی جاتی ہے، اسے غور سے سنئے، بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس لئے آپ میری عبادت کیجئے، اور مجھے یاد کرنے کے لئے نماز قائم کیجئے‘‘۔(۱۴/۱۳) دوسرے مقام پر اللہ تعالی نے فرمایا:﴿وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰى وَ اَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّ اجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ ترجمہ:’’اور ہم نے موسی اور ان کے بھائی کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنی قوم کے لئے مصر میں گھر مہیا کرو، اور اپنے ان گھروں کو مسجد بنالو اور پابندی کے ساتھ نماز ادا کرو‘‘۔(یونس:۸۷) اس آیت کی تفسیر میں علامہ ڈاکٹر محمد لقمان سلفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:’’اللہ تعالی نے موسی اور ہارون علیہما السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کے لئے مصر میں ہی الگ بستی

بسائیں، کیونکہ فرعونیوں کی شکست اور بنی اسرائیل کے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں سے فرعونیوں کی دشمنی اور سخت ہوگئی تھی، اور ان کے ساتھ زندگی گزارنا مشکل ہوگیا تھا۔ ایک فرعون اور بتوں کے پجاری تھے، اور بنی اسرائیل اللہ کی عبادت کرنے والے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا کہ تم لوگ اپنے گھروں کو مساجد کے طور پر استعمال کرو، اور اندر ہی نماز پڑھ لیا کرو، تاکہ فرعون کے کارندے تمہیں باہر مسجدوں میں نماز پڑھتے دیکھ کر ایذا نہ پہنچائیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ بھی حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کو خوش خبری دے دیں کہ اللہ انہیں دنیا میں عزت وغلبہ اور آخرت میں جنت عطا کرے گا‘‘۔ (تیسیر الرحمٰن لبیان القرآن، ۶۲۴)

داود علیہ السلام کی امت پر نماز کی فرضیت: داود علیہ السلام کو اس وقت شدید افسوس ہوا جب جنگی گھوڑوں کی نمائش کی وجہ سے عصر کی نماز میں تاخیر ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن کریم میں ذکر کیا ہے، فرمایا: ﴿ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ رُدُّوْهَا عَلَيَّ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ﴾ ترجمہ: ’’اور ہم نے داود کو سلیمان عطا کیا، وہ بڑے اچھے بندے تھے، وہ اپنے رب کی طرف خوب رجوع کرنے والے تھے۔ جب شام کے وقت ان کے سامنے عمدہ گھوڑے لائے گئے تو انہوں نے کہا کہ میں اپنے رب کی یاد سے غافل ہوکر ان گھوڑوں میں دلچسپی لینے لگا، یہاں تک کہ آفتاب پردے میں چھپ گیا۔ ان گھوڑوں کو میرے سامنے لاؤ، پس وہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے‘‘۔ (ص: ۳۰-۳۳) اس آیت کی تفسیر میں صاحب تیسیر الرحمٰن لبیان القرآن لکھتے ہیں: ’’ایک بار ایسا ہوا کہ شام کے وقت عمدہ جنگی گھوڑوں کی ان کے سامنے نمائش کی گئی، تو انہوں نے کہا کہ میں نے ان گھوڑوں کو اپنے رب کی راہ میں جہاد کی خاطر پسند کیا ہے، جب وہ گھوڑے دوڑتے ہوئے آنکھوں سے اوجھل ہوگئے تو انہوں نے حکم دیا کہ انہیں واپس لایا جائے، اور جب سارے گھوڑے واپس آگئے تو از راہ لطف ومحبت ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر اپنے ہاتھ سہلانے لگے۔

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے، بہت سے مفسرین کی رائے ہے کہ سلیمان علیہ السلام گھوڑوں کی نمائش میں ایسا مشغول ہوئے کہ عصر کی نماز کا وقت گزر گیا۔ اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ سلیمان علیہ السلام گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں پر اپنا ہاتھ پھیرنے لگے۔ ابن جریر نے اسی رائے کو ترجیح دی ہے۔ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ داود علیہ السلام سے عصر کی نماز میں ویسے ہی تاخیر ہوگئی ویسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ خندق کے موقع پر تاخیر ہوگئی تھی۔

فخر الدین رازی نے بھی تقریباً اسی تفسیر کو ترجیح دی ہے، اور لکھا ہے کہ قرآن کے الفاظ اسی تفسیر کے مطابق ہیں۔ صاحب محاسن التنزیل لکھتے ہیں کہ رازی سے پہلے ابن حزم نے یہی تفسیر بیان کی ہے، اور گھوڑوں کے قتل کو من گھڑت کہانی قرار دی ہے‘‘۔ (تیسیر الرحمٰن لبیان القرآن، ۱۲۷۹/۱۲۸۰)

زکریا علیہ السلام کی امت پر نماز کی فرضیت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ﴾ ترجمہ: ’’اسی جگہ اور اسی وقت زکریا نے اپنے رب سے دعا کی، اور کہا اے میرے رب! مجھے تو اپنے پاس سے اچھی اولاد عطا فرما، بے شک تو دعا کو سننے والا ہے۔ تو فرشتوں نے انہیں آواز دی جبکہ وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، کہ اللہ آپ کو یحیی کی بشارت دے رہا ہے، جو اللہ کے کلمہ (عیسیٰ) کی تصدیق کرنے والا، اور سردار، اور پاکباز، اور صالح نبی ہوگا۔ زکریا نے کہا، اے میرے رب! مجھے لڑکا کیسے ہوسکتا ہے جبکہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں، اور میری بیوی بانجھ ہے؟! کہا، اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کہا اے میرے رب! میرے لئے کوئی نشانی مقرر کردے، کہا تمہاری نشانی یہ ہوگی کہ تم تین دن تک لوگوں سے صرف اشارے سے بات کرسکوگے، اور اپنے رب کو کثرت سے یاد کرو، اور شام کو اور صبح کو اس کی تسبیح بیان کرو‘‘ (آل عمران: ۳۸-۴۱)۔ مذکورہ آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام کی امت میں بھی نماز کو فرض قرار دیا تھا۔

عیسیٰ علیہ السلام کی امت پر نماز کی فرضیت: اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے بچپن کی گفتگو کو قرآن کریم میں نقل کیا ہے، فرمایا: ﴿قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا﴾ ترجمہ: ’’بچے نے کہا، بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے انجیل دیا ہے، اور مجھے نبی بنایا ہے۔ اور جہاں بھی رہوں مجھے بابرکت بنایا ہے، اور جب تک زندہ رہوں، مجھے نماز اور زکاۃ کی وصیت کی ہے‘‘۔ (مریم: ۳۰/۳۱)

بنی اسرائیل کے نبیوں پر نماز کی فرضیت: اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ﴾ ترجمہ: ''اوراللہ نے بنی اسرائیل سے عہد و پیمان لیا، اور ہم نے ان میں سے بارہ سردار مقرر کیے، اور اللہ نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، اگر تم لوگ نماز قائم کروگے، اور زکاۃ دوگے، اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤگے، اور ان کی مدد کروگے، اور اللہ کو اچھا قرض دیتے رہوگے، تو بے شک میں تمہارے گناہوں کو مٹادوں گا، اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، پس تم میں سے جو کوئی اس (عہد و پیمان) کے بعد کفر کی راہ اختیار کرے گا، وہ یقیناً سیدھی راہ سے بھٹکا ہوا ہوگا''۔ (المائدہ: ۱۲) اس آیت میں اس بات کی طرف صاف اشارہ ہے کہ بنی اسرائیل پر بھی نماز فرض کی گئی تھی۔

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں علیحدہ طور پر بعض نبیوں کا تذکرہ کیا اور یہ بتلایا کہ وہ نماز کے پابند تھے۔ اور اس کو تقرب الٰہی کا سب سے بڑا ذریعہ سمجھتے تھے۔ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۤ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۡ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَاۗءِيْلَ ۡ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۭ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾ ترجمہ: ''یہی وہ انبیاء ہیں جن پر اللہ نے اپنا خاص انعام کیا تھا، جو آدم کی اولاد اور ان کی اولاد سے تھے جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی پر سوار کیا تھا، اور جو ابراہیم اور یعقوب کی اولاد سے تھے، اور وہ ان میں سے تھے جنہیں ہم نے ہدایت دی تھی اور جنہیں ہم نے چن لیا تھا، جب ان کے سامنے رحمٰن کی آیتوں کی تلاوت ہوتی تھی تو سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے زمین پر گر جاتے تھے۔ پھر ان کے بعد ان کی اولاد میں ایسے لوگ آئے جنہوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور خواہشات کی پیروی کی، تو قیامت کے دن (جہنم کی وادی) غی میں جگہ پائیں گے''۔ (مریم: ۵۸/۵۹)

اس آیت میں یہ بھی ذکر ہے کہ نماز چھوڑنے والے اور خواہشات کی پیروی کرنے والے آخرت میں جہنم میں داخل ہوں گے۔ اللہ تعالی ہم سب کو نماز کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کے فسق و فجور سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین

تاریخ ردقادیانیت اور خدمات اہل حدیث کے سلسلہ میں معلومات کا خزانہ

ڈاکٹر بہاء الدین حفظہ اللہ کے قلم سے

تحریک ختم نبوت (1 تا 25 جلدیں)

تاریخ اہل حدیث (1 تا 9 جلدیں)

مکتبہ ترجمان کی مطبوعات پر 50% کی رعایت، مدارس، جامعات، مکتبات اور تاجران کتب درج ذیل پتہ سے طلب کریں۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ ترجمان

اہل حدیث منزل، 4116، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ 110006

فون: 011-23273407، فیکس: 011-23246613

الشیخ/عبدالولی عبدالقوی
داعی مکتب دعوی وتوعیۃ الجالیات، الحائط/سعودی عرب

نماز استسقاء کے احکام ومسائل

کتاب وسنت کی روشنی میں

الحمد لله و الصلاة والسلام علی رسول الله و اشهد اان لا اله الا الله وحده لا شریك له و اشهد اان محمدا عبده ورسوله و بعد:

(۱) **استسقاء کا مفہوم**: لغت میں استسقاء کے معنی بارش طلب کرنے کے ہیں، جیسا کہ امام جرجانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ایک طویل مدت تک بارش نہ ہونے کی صورت میں بارش طلب کرنے کو استسقاء کہا جاتا ہے''۔ (التعریفات للجرجانی ۴۳)

اور اصطلاح شرع میں قحط سالی کے وقت مخصوص طریقہ سے اللہ سے بارش کا مطالبہ کرنے کو استسقاء کہا جاتا ہے۔ (فتح الباری ۲/ ۵۰۷، الاقناع للحجاوی ۱/ ۲۱۳)

(۲) **نماز استسقاء کا حکم**: نماز استسقاء سنت موکدہ ہے، کیوں کہ رسول اللہ اور خلفاء راشدین کی سنت سے ثابت ہے۔

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ قمطراز ہیں:

علماء کا اتفاق ہے کہ بارش کے رک جانے کی صورت میں شہر اور گاؤں سے باہر نکل کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بارش کی طلب کے لئے دعا اور گریہ کرنا مسنون ہے، جسے رسول اللہ نے مسنون قرار دیا ہے اور آپ کے بعد خلفاء نے اس پر عمل کیا ہے۔ (الاستذکار ۲/ ۴۲۴)

(۳) **نماز استسقاء کب مشروع ہے**؟ اگر قحط سالی ہوجائے اور بارش نہ ہو اور زمین پر گھاس پودے نہ اگیں، تو اس وقت مسلمانوں کے لئے استسقاء کی نماز پڑھنی مشروع ہے۔

علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جب بارش کی قلت، قحط سالی، نہروں کے خشک ہوجانے اور پانی کے زمین کی تہوں میں چلے جانے کی وجہ سے لوگ بارش کے محتاج ہوں، تو مسلمان اپنے رب سے فریادرسی کریں اور استسقاء کی نماز ادا کریں۔ (فتاوی ابن باز ۱۳/ ۹۴)

(۴) **نماز استسقاء کے لئے نکلنے سے پہلے**: امام کو چاہئے کہ جب نماز استسقاء کے لئے نکلنے کا ارادہ کرے، تو لوگوں کے لئے ایک دن تجویز کرے، تاکہ اس دن سب لوگ نماز استسقاء کی ادائیگی کے لئے ایک جگہ اکٹھا ہوسکیں اور اجتماعی طور پر مثلا خطبہ جمعہ یا عام مجلسوں میں یا انفرادی طور پر انھیں اللہ کے تقوی، ظلم وزیادتی سے باز آنے، توبہ واستغفار، صدقہ وخیرات اور دلوں کو بغض وحسد سے صاف کرنے کی نصیحت کرے، کیوں کہ یہ چیزیں قبولیت دعا اور رحمت الٰہی کے نزول کا سبب ہیں۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے میمون بن مہران کے پاس خط لکھا کہ میں نے شہر کے لوگوں کے پاس خط بھیجا ہے کہ فلاں مہینہ کی فلاں تاریخ کو نماز استسقاء کے لئے نکلیں اور روزہ رکھ سکیں اور صدقہ کرسکیں تو کریں، کیوں کہ اللہ تعالی فرماتا ہے: }قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربه فصلی{ بیشک اس نے کامیابی پالی جس نے اپنے نفس کو اخلاق رزیلہ اور شرک ومعصیت کی آلودگیوں سے پاک رکھا اور اپنے رب کا نام یاد کیا اور نماز پڑھی ...... (مصنف عبدالرزاق ۳/ ۸۷)

(۵) **نماز استسقاء کے لئے کس طرح نکلا جائے**: نماز استسقاء کے لئے پرانے کپڑے پہن کر عاجزی اور زاری کرتے ہوئے نکلا جائے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''خرج رسول الله متبذلا متواضعا متضرعا حتی أتی المصلی''

رسول اللہ پرانے کپڑے پہنے ہوئے خشوع اور آہستگی سے چلتے ہوئے عاجزی اور زاری کرتے ہوئے نکلے، یہاں تک کہ نماز استسقاء کی جگہ پہنچے۔ (ابوداؤد ۱۱۶۵، ترمذی ۵۵۸، حسن عندالالبانی رحمہ اللہ، دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۲۱۵)

(۶) **استسقاء میں عورتوں، بچوں اور بوڑھے لوگوں کا حاضر ہونا**: نماز استسقاء سے کسی مسلمان کو پیچھے نہیں رہنا چاہئے بلکہ جو مسلمان بھی آنے کی طاقت رکھتا ہو وہ نماز استسقاء کے لئے آئے، یہاں تک کہ بچے بھی، بلکہ وہ عورتیں بھی جن کے گھر سے باہر نکلنے میں فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ (الملخص الفقھی للفوزان ص۱۸۲)

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''نماز استسقاء کے لئے تمام لوگوں کا نکلنا مستحب ہے اور دیندار، نیکی وتقوی سے متصف اور بوڑھے لوگوں کا نکلنا مزید مستحب ہے، اس لئے کہ ان کی دعاؤں کے جلد قبول ہونے کا امکان ہے''۔ (المغنی ۳/ ۳۳۴)

(۷) **استسقاء کے لئے اذان و اقامت نہیں**: ابواسحاق بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ نکلے ان کے ہمراہ براء بن عازب

اورزید بن ارقم رضی اللہ عنہما بھی نکلے اور ممبر کے بغیر پاؤں کے بل کھڑے ہی بارش کے لئے دعا کی، پھر جہری قراءت کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی، نہ تو اذان کہی گئی اور نہ اقامت، ابو اسحاق کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن یزیدؓ نے نبی کو دیکھا تھا۔(بخاری، الاستسقاء باب الدعاء فی الاستسقاء قائما ۲۲۰۱)

حارثہ بن مضرب عبدی بیان کرتے ہیں کہ ہم ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز استسقاء کے لئے نکلے، تو انھوں نے ہمیں دو رکعت نماز بغیر اذان اور اقامت کے پڑھائی۔(مصنف ابن ابی شیب ؟۲/۱۲۲)

ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''علماء کا اتفاق ہے کہ نماز استسقاء کے لئے اذان واقامت نہیں ہے''۔(فتح الباری ۲/ ۶۹۵)

(۸) **نماز استسقاء کا وقت**: افضل یہ ہے کہ نماز استسقاء عید کے وقت میں پڑھی جائے، جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: ''**فخرج رسول اللہ حین بدا حاجب الشمس فقعد علی الممبر**''

رسول اللہ نماز استسقاء کے لئے اس وقت نکلے جب سورج کا کنارہ ظاہر ہوا ،نماز استسقاء کی جگہ پہنچ کر ممبر پر جلوہ افروز ہوئے۔

البتہ نماز استسقاء اوقات ممنوعہ کے علاوہ کسی بھی وقت پڑھی جاسکتی ہے، افضل عید کے وقت میں پڑھنا ہے۔

(۹) **نماز استسقاء ادا کرنے کی جگہ**:

نماز استسقاء میدان میں پڑھنی مسنون ہے، کیوں کہ رسول اللہ نے اسے نماز عید کی طرح میدان میں ادا فرمایا ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ صحابہ کرام نے رسول اللہ سے قحط سالی کی شکایت کی، تو آپ نے عیدگاہ میں ممبر رکھنے کا حکم دیا۔

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ عیدگاہ کی طرف نکلے اور نماز استسقاء ادا فرمائی۔(بخاری ۲۱۰۱، مسلم ۴۹۸)

(۱۰) **نماز استسقاء کا طریقہ** : نماز استسقاء نماز عید کی طرح دو رکعت ہے۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نماز استسقاء کے لئے پرانے کپڑے پہنے ہوئے خشوع اور آہستگی سے چلتے ہوئے عاجزی اور زاری کرتے ہوئے نکلے، یہاں تک کہ نماز استسقاء کی جگہ پہنچے۔ پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی جس طرح عید میں پڑھتے تھے۔(ابوداؤد ۱۱۶۵، ترمذی ۵۵۸، ابن ماجہ ۱۲۶۶، حسن عندالالبانی رحمہ اللہ، دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/۵۱۲)

(۱۱) **خطبہ استسقاء** : نماز استسقاء میں خطبہ دینا مسنون ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ صحابہ کرام نے رسول اللہ سے قحط سالی کی شکایت کی، تو آپ نے عیدگاہ میں ممبر رکھنے کا حکم دیا، جب سورج کا کنارہ ظاہر ہوا تو آپ نکلے اور ممبر بیٹھے، اللہ کی بڑائی اور حمد بیان کی، پھر فرمایا: تم نے اپنے علاقوں میں قحط سالی اور وقت پر بارش نہ ہونے کی شکایت کی ہے جب کہ اللہ تعالی کی طرف سے تم کو حکم ہے کہ تم اس کو پکارو اور اس نے تمہاری دعا قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے، پھر فرمایا:

''**الحمد للہ رب العالمین، الرحمن الرحیم، مالک یوم الدین، لا الہ الا اللہ یفعل ما یرید اللھم انت اللہ لا الہ الا انت الغنی و نحن الفقراء انزل علینا الغیث و اجعل ما انزلت لنا قو و بلاغا الی حین**''

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے بہت رحم کرنے والا انتہائی مہربان ہے، روز جزا کا مالک ہے، جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے، اے اللہ تو (سچا) معبود ہے، تیرے سوا کوئی معبود (حقیقی) نہیں، تو سخی اور بے نیاز ہے اور ہم (تیرے) محتاج اور فقیر بندے ہیں، ہم پر بارش برسا اور جو بارش تو نازل فرمائے، اسے ہمارے لئے ایک مدت تک قوت اور (مقاصد تک) پہنچنے کا ذریعہ بنا۔

پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور برابر اٹھائے رہے، یہاں تک کہ آپ کے بغل کی سفیدی ظاہر ہوگئی، پھر لوگوں کی جانب اپنی پشت پھیری اور اپنی چادر کو پلٹا جب کہ آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے تھے، پھر آپ لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور ممبر سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھی، اللہ نے بدلی بھیجی وہ گرجی اور چمکی، پھر اللہ کے حکم سے برسی، آپ ابھی مسجد نبوی تک نہ پہنچے کہ پانی بہنے لگا، جب آپ نے صحابہ کی گھروں کی جانب جلدی دیکھی، تو ہنسے یہاں تک کہ آپ کے اگلے دانت ظاہر ہوگئے اور فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور میں اس کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔(ابوداؤد ۱۱۷۳، مستدرک حاکم ۱/۴۷۶، سنن الکبری للبیہقی ۳/۹۴۳، حسن عندالالبانی رحمہ اللہ، دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/۲۱۷ ح ۱۰۴۰)

عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ بارش طلب کرنے کے لئے نکلے، آپ نے جہری قراءت کے ساتھ انھیں دو رکعت نماز پڑھائی اور اپنی چادر کو پلٹا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر بارش کے لئے دعا کی اور قبلہ کی جانب رخ کیا۔(ابوداؤد ۱۱۶۱، ترمذی ۶۵۵، مسند احمد ۴/۹۳، صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ، دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/۵۱۲)

□ خطبہ استسقاء نماز کے بعد دینا افضل ہے، کیوں کہ اس بارے میں روایات زیادہ ہیں، البتہ نماز سے پہلے بھی دینا جائز ہے، جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے پہلے خطبہ دیا، پھر نماز ادا فرمائی، چنانچہ اگر امام نے نماز استسقاء سے پہلے خطبہ دے دیا ہو، تو پھر نماز کے بعد دوبارہ خطبہ نہ دے۔

جیسا کہ فتوی کمیٹی سعودی عرب کے ایک فتوے میں کہا گیا ہے: ''نماز استسقاء خطبہ سے پہلے پڑھنی افضل ہے، کیوں کہ رسول اللہ کا بیشتر عمل یہی تھا''۔ (فتاوی اللجنۃ الدائمہ ۷/۱۷۴)

(۲۱) **استسقاء کی دعائیں**: ہم ذیل میں نبی سے ثابت استسقاء کی

بعض اہم دعاؤں کا ذکر کرتے ہیں: (۱) "الحمد لله رب العالمين، الرحمن الرحيم، مالك يوم الدين، لا اله الا الله يفعل ما يريد، اللهم انت الله لا اله الا انت الغني و نحن الفقراء انزل علينا الغيث و اجعل ما انزلت لنا قو و بلاغا الى حين"

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے بہت رحم کرنے والا انتہائی مہربان ہے، روز جزا کا مالک ہے، جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے، اے اللہ تو (سچا) معبود ہے، تیرے سوا کوئی معبود (حقیقی) نہیں، تو غنی اور بے نیاز ہے اور ہم (تیرے) محتاج اور فقیر بندے ہیں، ہم پر بارش برسا اور جو بارش تو نازل فرمائے، اسے ہمارے لئے ایک مدت تک قوت اور (مقاصد تک) پہنچنے کا ذریعہ بنا۔

(۲) **اللهم اسقنا غيثا مغيثا مريئا مريعا نافعا غير ضار عاجلا غير اجل**

اے اللہ! ہمیں پانی پلا، ہم پر ایسی بارش نازل فرما جو ہماری تشنگی بجھادے، ہلکی پھواریں بن کر غلہ اگانے والی، نفع دینے والی ہو نہ کہ نقصان پہنچانے والی ہو، جلد آنے والی ہو نہ کہ دیر لگانے والی ہو۔ (ابوداؤد ۹۶۱۱ بروایت جابر بن عبداللہ، صحیح عندالالبانی رحمہ اللہ، دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/۶۱۲ ح ۶۳۰۱، مشکاۃ ۱/۰۴۳)

(۳) **اللهم اسق عبادک و بهائمک وانشر رحمتک و احی بلدک الميت**

اے اللہ! اپنے بندوں اور جانوروں کو سیراب کر، اپنی رحمت کو پھیلا اور اپنے مردہ شہروں کو زندہ کردے۔ (ابوداؤد ۱۱۷۶، مصنف عبدالرزاق ۳/ ۲۹ بروایت عبد اللہ بن عمرو، حسن عندالالبانی رحمہ اللہ، دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/۸۱۲ ح ۳۴۰۱، مشکاۃ ۱/۹۳۳)

(۴) **اللهم اسقنا اللهم اسقنا اللهم اسقنا** اے اللہ! ہمیں پانی پلا، اے اللہ! ہمیں پانی پلا، اے اللہ! ہمیں پانی پلا۔ (بخاری ۳۱۰۱)

استسقاء میں رسول اللہ سے ثابت دعاؤں کا پڑھنا افضل ہے، کیوں کہ اس میں رسول اللہ کی پیروی ہے اور اگر کتاب وسنت سے ثابت دیگر صحیح دعاؤں کا اضافہ کیا جائے، تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

(۳۱) **دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا:** استسقاء میں دعا کے وقت امام ہاتھوں کو اٹھائے اور اٹھانے میں مبالغہ کرے۔

جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ استسقاء میں اپنے ہاتھوں کو اسقدر اٹھاتے کہ آپ کے بغل کی سفیدی نظر آنے لگتی۔ (بخاری ۱۳۰۱، ۵۶۵۳، مسلم ۵۹۸)

امام کے ساتھ مقتدی بھی اپنے ہاتھوں کو اٹھائیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دیہائی شخص جمعہ کے روز رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مویشی ہلاک ہوگئے، لوگ اور بچے مرگئے، رسول اللہ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ ہاتھ اٹھائے اور دعا کرنے لگے۔ (بخاری ۹۲۰۱)

(۴۱) **قبلہ کی جانب رخ کرنا اور چادر کا پلٹنا:** نماز استسقاء میں قبلہ کی جانب رخ کرنا اور چادر کا پلٹنا مسنون ہے۔

عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو اس دن دیکھا جب آپ نماز استسقاء کے لئے نکلے، تو لوگوں کی طرف اپنی بیٹھ پھیری اور قبلہ رو ہوکر دعا کرنے لگے پھر اپنی چادر الٹ دی پھر ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی اور دونوں رکعتوں میں بلند آواز سے قراءت کی۔ (بخاری ۵۲۰۱، مسلم ۴۹۸) چادر پلٹتے وقت چادر کا اندر کا حصہ باہر کیا جائے اور دایاں کنارہ بائیں کندھے پر اور بایاں کنارہ دائیں کندہ پر ڈال لیا جائے، امام کے ساتھ لوگ بھی اپنی چادر پلٹیں۔

جیسا کہ سنن ابوداؤد میں ہے: **"وحول رداء ہ فجعل عطافه الايمن على عاتقه الايسر و جعل عطافه الايسر على عاتقه الايمن ثم دعا الله عز وجل"** آپ نے اپنی چادر پلٹی اور دائیں کندھے کی چادر کو بائیں کندھے پر اور بائیں کندھے کی چادر کو دائیں کندھے پر رکھا، پھر اللہ عزوجل سے دعا کی۔ (ابوداؤد ۳۶۱۱، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے، دیکھئے: صحیح ابوداؤد ۱/۵۱۲ ح ۰۳۰۱)

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو اس وقت دیکھا جب آپ نے ہمارے لئے نماز استسقاء ادا فرمائی، آپ نے لمبی دعا کی اور (اللہ سے) بہت دیر تک سوال کیا، پھر قبلہ کی جانب منھ پھیرا اور اپنی چادر کو اس طرح پلٹا کہ چادر کے اندر کا حصہ باہر کردیا اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی اپنی چادریں پلٹیں۔ (مسند احمد ۴/۱۴، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو حسن کہا ہے دیکھئے: ارواء الغلیل ۳/ ۲۴۱ ح ۶۷۶)

مردوں کی طرح عورتوں کے حق میں بھی مسنون ہے کہ وہ اپنی چادریں پلٹیں، البتہ اگر وہ چادر پلٹتے وقت بے پردگی سے دوچار ہوتی ہوں تو وہ اپنی چادریں نہ پلٹیں۔

چادر کے پلٹنے میں حکمت یہ ہے کہ چارد کو پلٹ کر اچھا اشگون لینا ہے کہ قحط بارش میں اور تنگی خوشحالی میں بتدیل ہوجائے۔ (فتح الباری ۲/ ۹۷۵)

(۱۵) **متعدد بار نماز استسقاء پڑھنا:** فقہاء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بارش نہ ہونے کی صورت میں نماز استسقاء دوبارہ تیبارہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

صاحب منار السبیل تحریر فرماتے ہیں: اگر مسلمان نماز استسقاء ادا کریں اور بارش ہوجائے، تو اللہ کا شکر ادا کریں اور اگر بارش نہ ہو تو دوبارہ تیبارہ نماز استسقاء پڑھیں۔ (منار السبیل ۱/۲۱۲) کیوں کہ استسقاء کا سبب موجود ہے۔ (الموسوعة الفقهيہ الکویتیہ ۳/۶۰۳) **و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين**

☆☆☆

اولیاء اللہ کے دو طبقے

شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ رحمہ اللہ

اولیاء اللہ کے دو طبقے ہیں: پہلا طبقہ سابقین مقربین کا ہے، اور دوسرا طبقہ اصحاب یمین مقتصدین کا، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے مختلف مقامات پر ان کا تذکرہ فرمایا ہے، جیسا کہ سورہ واقعہ کے شروع اور آخر میں اور سورہ دہر، سورہ مطففین اور سورہ فاطر میں ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورہ واقعہ کے شروع میں قیامت کبریٰ کا تذکرہ فرمایا ہے اور آخر میں قیامت صغریٰ کا چنانچہ سورت کے شروع میں فرمایا:

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْبَثًّا وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ (الواقعہ:۱-۱۴)

جب قیامت قائم ہوجائے گی۔ جس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں۔ وہ پست کرنے والی اور بلند کرنے والی ہوگی۔ جبکہ زمین زلزلہ کے ساتھ ہلا دی جائے گی۔ اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ کردیئے جائیں گے۔ پھر وہ مثل پراگندہ غبار کے ہوجائیں گے۔ اور تم تین جماعتوں میں ہوجاؤ گے۔ پس داہنے ہاتھ والے، کیسے اچھے ہیں داہنے ہاتھ والے۔ اور بائیں ہاتھ والے، کیا حال ہے بائیں ہاتھ والوں کا۔ اور جو آگے والے ہیں وہ تو آگے والے ہی ہیں۔ وہ بالکل مقرب (نزدیکی حاصل کئے ہوئے) ہیں۔ نعمت والی جنتوں میں ہیں۔ ایک (بڑا) گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا۔ اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں میں سے۔''

جب قیامت کبریٰ قائم ہوجائے گی جس میں اللہ تعالیٰ اولین وآخرین سب کو جمع کرے گا، تو لوگوں کی یہی تقسیم ہوگی، جیسا کہ اللہ سبحانہ نے قرآن کریم میں بعض دوسرے مقامات پر بھی اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسی سورت کے آخر میں فرمایا:

فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ (الواقعہ ۸۳-۹۶)

''پس جب روح نرخرے تک پہنچ جائے، اور تم اس وقت آنکھوں سے دیکھتے رہو۔ اور ہم اس شخص سے بہ نسبت تمہارے بہت زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم نہیں دیکھ سکتے۔ پس اگر تم کسی کے زیر فرمان نہیں، اور اس قول میں سچے ہو تو ذرا اس روح کو لوٹاؤ۔ پس جو کوئی مقربین میں سے ہوگا اسے تو راحت ہے اور غذائیں ہیں اور آرام والی جنت ہے اور جو شخص داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے۔ تو بھی سلامتی ہے تیرے لئے کہ تو داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے لیکن اگر کوئی جھٹلانے والوں اور گمراہوں میں سے ہے، تو کھولتے ہوئے گرم پانی کی مہمانی ہے اور جہنم میں جانا ہے۔ یہ خبر سراسر حق اور قطعاً یقینی ہے۔ پس تو اپنے عظیم الشان پروردگار کی تسبیح کر۔

اور سورہ دہر میں فرمایا: اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۟ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا (الدہر۔۳-۱۲)

ہم نے اسے راہ دکھادی اب خواہ وہ شکر گزار بنے خواہ ناشکرا۔ یقیناً ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور شعلوں والی آگ تیار کر رکھی ہے۔ بیشک نیک لوگ وہ جام پئیں گے جس کی آمیزش کافور کی ہے۔ جو ایک چشمہ ہے، جس سے اللہ کے بندے پئیں گے، اس کی نہریں (جدھر چاہیں گے) نکال لے جائیں گے۔ جو نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی چاروں طرف پھیل جانے والی ہے۔ اور اللہ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین، یتیم اور قیدیوں کو۔ ہم تو تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے کھلاتے ہیں نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر گزاری۔ بیشک ہم اپنے پروردگار سے اس دن کا خوف کرتے ہیں جو اداسی اور سختی والا ہوگا۔ پس انہیں اللہ نے اس دن کی برائی سے بچالیا اور انہیں تازگی اور خوشی پہنچائی۔ اور انہیں ان کے صبر کے بدلے جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائے۔''

اسی طرح لوگوں کی اس تقسیم کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے سورہ مطففین میں کیا ہے فرمایا: كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ كِتٰبٌ

مَّرْقُوْمٌ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ (المطففین:۷-۲۸)

’’یقیناً بدکاروں کا نامہ اعمال سجین میں ہے۔اور تمہیں کیا معلوم سجین کیا ہے؟ یہ لکھی ہوئی کتاب ہے۔اس دن کو جھٹلانے والوں کے لئے بڑی خرابی ہے۔جو جزاو سزا کے دن کو جھٹلاتے رہے۔اور اسے صرف وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے آگے نکل جانے والا اور گنہگار رہتا ہے۔جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہہ دیتا ہے کہ یہ اگلوں کے افسانے ہیں۔یوں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ چڑھ گیا ہے۔ہرگز نہیں، یہ لوگ اس دن اپنے رب سے اوٹ میں رکھے جائیں گے۔پھر یہ لوگ یقیناً جہنم میں جھونکے جائیں گے۔پھر کہہ دیا جائے گا کہ یہی ہے وہ جسے تم جھٹلاتے رہے۔یقیناً نیکوکاروں کا نامہ اعمال علیین میں ہے۔اور تمہیں کیا معلوم علیین کیا ہے؟ وہ تو لکھی ہوئی کتاب ہے۔مقرب فرشتے جس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔یقیناً نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے۔مسہریوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔تو ان کے چہروں سے ہی نعمتوں کی تروتازگی پہچان لے گا۔یہ لوگ سربمہر خالص شراب پلائے جائیں گے۔جس پر مشک کی مہر ہوگی، سبقت لے جانے والوں کو اسی میں سبقت کرنی چاہیے۔اور اس کی آمیزش تسنیم کی ہوگی۔جو ایک چشمہ ہے جس کا پانی مقرب لوگ پئیں گے۔‘‘

ابن عباس رضی اللہ عنہما اور بعض دیگر اسلاف کا قول ہے کہ اصحاب یمین کے لئے تو تسنیم کی آمیزش ہوگی لیکن مقربین خالص تسنیم کا پانی پئیں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر اسلاف کا یہ قول اپنی جگہ بالکل درست ہے کیونکہ تسنیم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ ایک چشمہ ہے جس کا پانی مقرب لوگ پئیں گے، یہ نہیں فرمایا کہ اس میں سے پئیں گے، کیونکہ پہلی صورت میں پینا سیرابی کو متضمن ہے، اس کے برخلاف دوسری صورت سیرابی پر دلالت نہیں کرتی، کیونکہ ایسا ہوسکتا ہے کہ پینے والا پئے اور سیراب نہ ہو، لیکن جب یہ کہہ دیا گیا کہ اسی چشمہ سے پئیں گے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ خوب سیراب ہو کر پئیں گے، تو مقربین خالص اسی چشمہ سے سیر ہو کر پئیں گے اور اس کے علاوہ کسی دوسری چیز کی ضرورت نہیں محسوس کریں گے، اس کے برخلاف اصحاب یمین کے لئے اس چشمہ کے پانی کی آمیزش ہوگی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ دہر کے اندر فرمایا:

اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا (الدہر:۵-۶)

’’(بیشک نیک لوگ وہ جام پئیں گے) جس کی آمیزش کافور کی ہوگی۔جو ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے بندے پئیں گے، اس کی نہریں (جدھر چاہیں) نکال لے جائیں گے۔‘‘

اس آیت میں اللہ کے بندوں سے مراد وہی مقربین ہیں جن کا سورہ مطففین میں تذکرہ ہوا ہے اور اس خاص انعام کی وجہ یہ ہے کہ خیر وشر میں بدلہ عمل ہی کے قبیل سے ہوتا ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’جس نے کسی مومن کی دنیا کی کوئی مصیبت دور کردی اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی کوئی مصیبت دور فرمائے گا اور جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی اللہ اس پر دنیا اور آخرت میں آسانی فرمائے گا، اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کا پردہ رکھے گا اور جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا ہے اللہ بھی اس کی مدد کرتا رہتا ہے، اور جو علم کی تلاش میں کوئی راستہ طے کرتا ہے اس کے ذریعہ اللہ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کردیتا ہے اور جو بھی جماعت اللہ کے کسی گھر (مسجد) میں اکٹھا ہو کر قرآن مجید کی تلاوت کرتی اور باہم اس کا مذاکرہ کرتی ہے تو اس پر سکینت نازل ہوتی ہے، اللہ کی رحمت اسے ڈھانک لیتی ہے، فرشتے اس پر سایہ فگن ہوجاتے ہیں اور اللہ اپنے مقرب فرشتوں میں اس کا ذکر کرتا ہے، اور جس کا عمل ہی اسے پیچھے کردے تو اس کا نسب اس کو آگے نہیں بڑھا سکتا، اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’لوگوں کے ساتھ مہربانی کرنے والوں پر اللہ رحمٰن مہربانی فرماتا ہے پس تم اہل زمین پر مہربانی کرو اللہ تم پر مہربانی فرمائے گا امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

اور کتب سنن میں ایک دوسری صحیح حدیث ہے آپ نے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں رحمٰن ہوں، رحم کو میں نے پیدا کیا ہے اور اپنے نام (رحمٰن) سے اس کا نام مشتق کیا ہے، تو جس نے صلہ رحمی کی اسے میں بھی ملائے رکھوں گا اور جس نے رشتہ توڑا اسے میں بھی توڑ ڈالوں گا۔‘‘

ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’جس نے رشتہ جوڑے رکھا اسے اللہ بھی جوڑے رکھے گا اور جس نے رشتہ توڑ دیا اسے اللہ بھی توڑ دے گا‘‘ اس مفہوم کی اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں۔

غرضیکہ اولیاء اللہ کے دو طبقے ہیں: ایک طبقہ سابقین مقربین کا ہے اور دوسرا اصحاب یمین مقتصدین کا جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث الاولیاء میں ان دونوں طبقوں کے اعمال کا تذکرہ کیا ہے، فرمایا:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اس نے مجھے جنگ کی دعوت دی اور میرا بندہ جن اعمال کے ذریعہ میرا تقرب چاہتا ہے ان میں سے میرے نزدیک سب سے عزیز عمل میرے فرائض کی ادائیگی ہے اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا تقرب حاصل کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔''

گویا اصحاب یمین ابرار وہ لوگ ہیں جو فرائض کے ذریعہ اللہ کا تقرب چاہتے ہیں، اللہ کے واجبات کی پابندی اور محرمات سے اجتناب کرتے ہیں، لیکن مندوبات ومستحبات کے پابند نہیں ہوتے اور نہ ہی مباح چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں، جبکہ سابقین مقربین فرائض کے بعد نوافل کے ذریعہ اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، چنانچہ وہ واجبات اور مستحبات دونوں کی پابندی کرتے ہیں اور محرمات اور مکروہات دونوں سے اجتناب کرتے ہیں چونکہ حسب استطاعت اللہ کی مرضی کا ہر کام انجام دے کر وہ اللہ کا تقرب حاصل کرنے میں لگے ہوتے ہیں اس لئے اللہ بھی ان سے بھرپور محبت کرنے لگتا ہے، جیسا کہ حدیث قدسی میں فرمایا:

''اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا تقرب حاصل کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔''

اس جگہ محبت سے بھرپور اور کامل محبت مراد ہے، جیسا کہ سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ (الفاتحہ:۶-۷)

''ہمیں سیدھی راہ دکھا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا، ان کی راہ نہیں جن پر غضب نازل کیا گیا اور نہ گمراہیوں کی۔''

اس مقام پر انعام سے وہی بھرپور اور کامل انعام مراد ہے جو اللہ کے درج ذیل ارشاد میں مذکور ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (النساء:۶۹)

اور جو بھی اللہ کی اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرمانبرداری کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے، یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ بہترین رفیق ہیں۔

چنانچہ سابقین مقربین کے لئے مباح کام بھی اطاعت کے درجہ میں ہو گئے جن کے ذریعہ وہ اللہ عزوجل کا تقرب حاصل کرتے ہیں، اور اس طرح ان کا ہر عمل اللہ کی عبادت بن گیا، لہٰذا جس طرح ان کا عمل خالص ہے اسی طرح قیامت کے دن ان کی شراب بھی خالص ہوگی، لیکن اصحاب یمین مقتصدین کے اعمال میں بعض ایسی چیزیں بھی ہوتی ہیں جن کو وہ اپنے نفس کے لئے کرتے ہیں جن پر وہ نہ تو سزا کے مستحق ہیں نہ جزا کے اس لئے آخرت میں وہ خالص شراب بھی نہیں پئیں گے، بلکہ ان کی شراب میں سابقین مقربین کی شراب کی اسی قدر آمیزش ہوگی جس قدر دنیا میں سابقین مقربین کے اعمال کی طرح انہوں نے اعمال کئے ہوں گے۔

اولیاء اللہ کی اس تقسیم کی مثال خود انبیاء علیہم السلام کی تقسیم ہے، ایک قسم بندہ ورسول کی ہے اور دوسری بادشاہ نبی کی، اللہ سبحانہ نے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار دیا تھا کہ چاہیں تو بندہ ورسول بنیں اور چاہیں تو بادشاہ نبی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بندہ ورسول ہونا پسند فرمایا۔

اور بادشاہ نبی کی مثال داود اور سلیمان وغیرہما علیہم الصلاۃ والسلام ہیں، اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ (ص:۳۵-۳۹)

''سلیمان نے کہا اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا فرما جو میرے سوا کسی کے لائق نہ ہو، بیشک تو بڑا ہی دینے والا ہے۔ پس ہم نے ہوا کو ان کے ماتحت کر دیا وہ ان کے حکم سے جہاں وہ چاہتے نرمی سے پہنچا دیا کرتی تھی۔ اور جنات کو بھی (ان کا ماتحت کر دیا) ہر عمارت بنانے والے کو اور غوطہ خور کو اور دوسرے جنات کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے رہتے۔ یہ ہے ہمارا عطیہ اب تو احسان کر یا روک رکھ کچھ حساب نہیں۔''

یعنی آپ (سلیمان علیہ السلام) جسے چاہیں دیں جسے چاہیں نہ دیں آپ کا کوئی حساب لینے والا نہیں۔

بادشاہ نبی اس بات کا تو پابند ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی کرے اور محرمات سے بچے، لیکن اپنی سلطنت اور مال میں جس طرح چاہے تصرف کرے اس

(بقیہ صفحہ ۲۴ پر)

وقت کی قدر و قیمت

مولانا محمد محب اللہ محمدی

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے

ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ لیل ونہار انتہائی سرعت سے گزر رہے ہیں جو ایام گزر جاتے ہیں وہ دوبارہ لوٹ کر نہیں آتے، جو دن گزرتا ہے وہ ایک نیا دن ہوتا ہے، ہر صبح ایک نئی صبح ہوتی ہے، وقت تلوار کی طرح ہے اگر تم اس کو نہیں کاٹو گے تو وہ تم کو کاٹ دے گا، الوقت اثمن من الذهب وقت سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہے، وقت کو کوئی خرید نہیں سکتا۔ بوڑھا جوان نہیں ہوسکتا، جوان، طفلی عمر کو عود نہیں کرسکتا۔ دنیا کی ساری چیزیں منظم ہیں۔ اسلام کے سارے احکام اپنے وقت پر انجام پاتے ہیں حج کا ایک مقرر وقت ہے، رمضان کا ایک ماہ مختص ہے وغیرہ وغیرہ، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر زمانے، دن، رات، صبح، شام کی قسمیں کھائی ہیں مثلاً والعصر، والليل اذا سجى، والنهار اذا تجلى، والصبح اذا تنفس وغیرہ۔ ان قسموں کا مقصد یہ ہے کہ انسان وقت کی قدر و قیمت کو جانے اور عمر عزیز کی گذرتی لہروں سے نفع اٹھائے وقت کا صحیح استعمال کرے ہر ہر منٹ وسکنڈ کو تول تول کر خرچ کرے، ایک مسلمان کو چاہیے کہ اپنے وقت کا محاسبہ کرنے اور دنیا میں اپنا ایک ہدف اور نصب العین متعین کرلے کہ عمر گزرے گی اسی دشت کی صحراء نوردی میں یعنی اپنی زندگی اللہ کی اطاعت میں گزارے گا اس کا ہر قدم ہر حرکت ہر سکون اس آیت کے مطابق گزرے گی قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ ج وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (سورہ الانعام:۱۶۲-۱۶۳)

میرے بھائیو! اللہ کی تمام مخلوقات اور کائنات کا سارا نظام بھی وقت کا پابند ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کُلٌّ یَّجْرِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی (لقمان:۲۹) کیا آپ دیکھتے نہیں کہ اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور سورج، چاند کو اسی نے مسخر کر رکھا ہے سب ایک مقررہ وقت تک چلتے رہتے ہیں۔

وقت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت نمایاں اہمیت دی تاکہ مسلمانوں کو زندگی کے ہر لمحے کے صحیح استعمال پر ابھار سکیں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما جلس قوم مجلسا لم يذكروا الله فيه ولم يصلوا على نبيهم الا كان عليهم ترة فان شاء عذبهم وان شاء غفر لهم (رواہ الترمذی ۳۳۷۷ صحیح الألبانی)

لوگوں کی جس نشست میں اللہ کا ذکر نہ کیا جائے اور نبیؐ پر درود وسلام نہ بھیجا جائے تو وہ ان کے حق میں وبال سے کم نہیں، چاہے اللہ گرفت فرمالیں، یا درگزر کردیں۔

ایک موقع پر مزید فرمایا ما لی وللدنيا ما أنا والدنيا انما مثلی ومثل الدنيا كراكب استظل تحت شجرة ثم راح وتركها (رواہ أحمد ۱/۳۹۱) میرا دنیا سے کیا لینا دینا، میں اور دنیا، میری اور دنیا کی مثال اس مسافر جیسی ہے جو کسی درخت کے سایہ میں رکا، پھر چھوڑ کر چل دیا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان قامت الساعة وفي يد أحدكم فسيلة فان استطاع أن لا يقوم حتى يغرسها فليفعل (مسند امام احمد ۱۳۰۰۴) اگر قیامت قائم ہو جائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کھجور کا چھوٹا سا پودا ہو تو اگر وہ اس بات کی استطاعت رکھتے ہو کہ وہ حساب کے لئے کھڑا ہونے سے پہلے اسے لگا لے گا تو اسے ضرور لگا لینا چاہیے۔

محترم قارئین، اندازہ کیجئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے متبعین کو کس قدر وقت کی اہمیت اور اعمال صالحہ کا احساس دلا رہے ہیں کہ اگر قیامت قائم ہو جائے اور کوئی اس نفسا نفسی کے عالم میں بھی ذرہ بھر نیکی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو تو اس میں بھی غفلت کا مظاہرہ نہ کرے بلکہ فوراً نیکی کر ڈالے۔

مسلمانو اس لئے وقت کی و قیمت کو جانو، قیامت کے دن تمہارا حساب لیا جائے گا تب نہیں کہنا کہ لايغادر صغيرة ولا كبيرة الا احصاها، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، لاتزول قدما ابن آدم يوم القيامة من عند ربه حتى يسأل عن خمس، عن عمره فيم أفناه وعن شبابه فيم أبلاه وعن ماله من أين اكتسبه وفيم أنفقه وماذا عمل فيما علم (رواہ الترمذی: ۴/۲۱۶) قیامت کے دن آدمی کے قدم اپنے رب کے پاس سے اس وقت تک نہیں ہٹیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرلیا جائے گا، اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کہاں ختم کیا، اس کی جوانی کے بارے میں کہ

اسے کہاں گزاری اس کے مال کے بارے میں کہ اسے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اس کے علم کے بارے میں کہ اس پر کتنا عمل کیا؟

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

دقات قلب المرء قائلة له

ان الحیاۃ دقائق وثوان

آدمی کے دل کی دھڑکن اس سے کہہ رہی ہے کہ زندگی منٹوں اور سکنڈوں کا نام ہے۔

اگر یہ کہا جائے تو بالکل صحیح ہوگا کہ انسانی زندگی کی تعمیر وترقی میں وقت کے صحیح اور بامصرف استعمال کو عامل اساسی (Key factor) کی حیثیت حاصل ہے، اس کے صحیح استعمال سے ایک قوم بام عروج پر پہنچ جاتی ہے اور اس کے صحیح استعمال نہ کرنے کی بنیاد پر ایک قوم قعر مذلت میں جا گرتی ہے، ہم کسی بھی ترقی یافتہ قوم یا عظیم شخصیت کی زندگی مطالعہ کریں تو ایک چیز ضرور پائیں گے کہ وہ اوقات کے بہت قدرداں تھے، وہ سیکنڈ ومنٹ کا حساب رکھتے تھے، ان کا صحیح استعمال کرتے تھے، لیکن یہ عالم رنگ وبو غفلتوں کے ہزار سامان اپنے اندر رکھتا ہے اور یہاں چمک دمک کے ہزاروں جلوے ایسے ہیں کہ ان کے جہاں میں گم ہوکر زندگی کا اصلی ہدف آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے، اور پیاسے کی طرح سراب کی نمود پر دریا کے گمان جیسا دھوکہ لگا رہتا ہے، غفلت کے اس گرداب سے نکلنے اور اصل تعمیری مقصد میں حیات مستعار کو صرف کرنے کی طرف قرآن نے جا بجا انسان کی توجہ مبذول کرائی ہے، وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا (سورۃ الفرقان:۶۲) اور اللہ وہ ذات ہے جس نے رات دن ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والے بنائے اس شخص کے (سمجھنے کے لئے) جو سمجھنا چاہے یا شکر کرنا چاہے۔

علامہ ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے فرمایا فوقت الانسان هو عمره فی الحقیقة وهو مادة حیاته الأبدیة فی النعیم المقیم، ومادة المعیشة الضنک فی العذاب الألیم، وهو یمر أسرع من السحاب، فما كان من وقته لله وبالله فهو حیاته وعمره، وغیر ذلک لیس محسوبا من حیاته، وان عاش فیه عیش البهائم فاذا قطع وقته فی الغفلة والسهو والأمانی الباطلة وكان خیر ما قطعه به النوم والبطالة، فموت هذا خیر له من حیاته، واذا كان العبد وهو فی الصلاة لیس له من صلاته الا ما عقل منها، فلیس له من عمره الا ما كان فیه بالله ولله.

دراصل وقت ہی انسان کی زندگی و عمر ہے، وقت ہی ہمیشگی نعمت والی زندگی کا مادہ ہے (یعنی جنت میں) اور وقت ہی کٹھن و پریشان کن زندگی کا مادہ ہے جہنم میں، وقت بادل کے گزرنے کی رفتار سے بھی زیادہ سرعت کے ساتھ گزر جاتے ہین تو جس کی زندگی للہ فی اللہ میں گزرے یعنی اللہ کی عبادت وبندگی ہی اس کی زندگی کا مشن ہو تو سمجھے کہ یہی اس کی زندگی ہے، یعنی اپنی عمر، زندگی اور وقت کا صحیح استعمال کیا، برعکس اس کے کہ جو اپنی زندگی لایعنی اور بے سود مشغلہ میں گزارا یا قرآن وسنت کے مطابق نہیں گزارا تو اس کی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں، کوئی اہمیت نہیں اگر چہ وہ جانوروں کی طرح ایک لمبی عمر کاٹے، غفلت وبطالت، اور سہو ونسیان رب سے دوری، تو ایسے لوگوں کی زندگی سے موت ہی بہتر ہے۔

وفیات الاعیان میں عمارہ یمنی کے تذکرہ میں ہے اذا كان رأس المال عمرک فأحترز علیه من الانفاق فی غیر واجب فبین اختلاف اللیل والصبح معرک یکر علینا جیشه بالعجائب یعنی اگر تیری زندگی کی حیثیت راس المال کی ہے تو اس کو بے محل اور غیر ضروری چیز میں صرف کرنے سے اجتناب کر، لیل ونہار کی گردش ایک میدان کارزار ہے، جس کا لشکر حیرت انگیز اسلحوں کے ساتھ ہم پر حملہ آور ہوتا ہے۔

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے ابوالوفاء بن عقیل کے بارے میں لکھا ہے کہ اللہ کے اس ایک بندے نے اسی فنون میں پر قلم اٹھایا ہے، ان کی ایک کتاب آٹھ سو جلدوں پر مشتمل ہے، اور کہا جاتا ہے کہ دنیا میں لکھی جانے والی کتابوں میں سب سے بڑی کتاب ہے، خود علامہ ابن الجوزیؒ نے اسلامی علوم کے ہر ہر گوشے پر کوئی نہ کوئی تصنیف چھوڑی ہے مشہور ہے کہ ان کے آخری غسل کے واسطے پانی گرم کرنے کے لئے وہ برادہ کافی ہوگیا تھا جو صرف احادیث لکھتے ہوئے قلم کے تراشنے میں جمع ہوگیا تھا، امام غزالیؒ نے انہتر اصلاحی، علمی اور تحقیقی کتابیں لکھیں، جن میں صرف یاقوت التاویل چالیس جلدوں پر مشتمل ہے، مشہور مسلمان فلسفی اور طبیب ابن سینا کی کتاب ''الحاصل والمحصول'' بیس جلدوں میں ''الانصاف'' بیس جلدوں میں ''الشفاء'' اٹھارہ جلدوں میں ہے وغیرہ وغیرہ۔

لہٰذا اب ہمارا فریضہ ہے کہ ہم اپنے وقت کو زیاں کاری سے بچائیں کیونکہ جو ہمیں میسر ہے وہ ایسا گریز (ناپائیدار) ہے جس کے جانے کے بعد نہ واپسی ممکن ہے اور نہ تجدید، عربی شاعر کہتا ہے۔

ما مضی فات والمؤمل غیب

ولک الساعة التی أنت فیها

یعنی جو گزر گیا وہ ختم ہوگیا اور جس کا انتظار ہے وہ پردۂ غیب میں ہے تیرا وقت بس وہی ہے جس میں تو سانس لے رہا ہے۔ اور بقول شاعر

گزر گیا عہد عشرت نہ کر توناداں اس کی حسرت

قدر اس کی سمجھ غنیمت وقت پیش نگاہ ہے اب

☆☆☆

تحریر: ڈاکٹر محمود حفناوی انصاری
ترجمہ: عبدالمنان شکراوی، دہلی

مومن عورت کی بارہ صفات

دین اسلام ایک عظیم دین ہے، اس کا راستہ سیدھا اور شریعت حکمت ودانائی کی باتوں سے پُر ہے۔ اسلام نے ہر حقدار کو اس کا حق دیا ہے۔ اور مومن، پاکباز اور پاک طینت عورت کی صفات بیان کردی ہیں۔ ساتھ ہی عورتوں کو ان شریفانہ صفات سے متصف ہونے کی ترغیب دی ہے۔ اور اس پر مرتب ہونے والے اجر وثواب کی وضاحت کردی ہے۔ یہاں مومن، پاکباز، پاک طینت عورتوں کی بعض صفات بیان کی جارہی ہیں:

صحیح عقیدہ اور خالص توحید : نیک طینت پاکباز عورت کی اہم صفات میں سے اس کے عقیدہ کی درستگی اور توحید کی سلامتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ (النور:۲۳) ترجمہ: ’’جو لوگ پاکدامن بھولی بھالی باایمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا وآخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے۔‘‘ اس آیت کریمہ مومن عورتوں کو پاکبازی پاکدامنی اور ایمان کی صفات سے متصف کیا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا ہے: مُحْصَنٰتٍ غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَان (النساء:۲۵) ترجمہ: ’’وہ پاکدامن ہوں نہ کہ علانیہ بدکاری کرنے والیاں، نہ خفیہ آشنائی کرنے والیاں۔‘‘ یعنی وہ اپنے نفس کی حفاظت کرنے والی ہیں۔

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت: پاکدامن اور پاکباز عورت کی یہ صفت ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والی اور ان کی مطیع وفرمانبردار ہوتی ہے، وہ اچھی باتوں کا حکم دیتی اور بری باتوں سے روکتی ہے، نماز قائم کرتی اور زکوۃ ادا کرتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اُولٰٓئِکَ سَیَرْحَمُھُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْم وَعَدَ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا وَمَسٰکِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (التوبۃ:۷۱-۷۲) ترجمہ: ’’مومن مرد وعورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار ومعاون اور) دوست ہیں، وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، نمازوں کو پابندی سے بجالاتے ہیں زکوۃ ادا کرتے ہیں، اللہ کی اور اس کے رسول کی بات مانتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بہت جلد رحم فرمائے گا بیشک اللہ غلبے والا حکمت والا ہے۔ ان ایماندار مردوں اور عورتوں سے اللہ نے ان جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں لہریں لے رہی ہیں جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہنے والے ہیں اور ان صاف ستھرے پاکیزہ محلات کا جو ان ہمیشگی والی جنتوں میں ہیں، اور اللہ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے، یہی زبردست کامیابی ہے۔‘‘

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے اور فرماں برداروں کے لیے بڑا اجر تیار کررکھا ہے۔ فرمایا: اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَھُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا (الاحزاب:۳۵) ترجمہ: ’’بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرماں برداری کرنے والے مرد اور فرماں بردار عورتیں، راست باز مرد اور راست باز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں ان (سب) کے لیے اللہ تعالیٰ نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کررکھا ہے۔‘‘

لہٰذا انہیں چاہیے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی نہ کریں بلکہ سرتسلیم خم کردیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِھِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ

وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلاً مُّبِيْنًا (الاحزاب:۳۶) ترجمہ: ''اور (دیکھو) کسی مومن مرد وعورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، (یادرکھو) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔''

شوہر کی اطاعت گزار: نیک اور پاکدامن عورتیں اپنے رب کی فرمانبردار اور اپنے شوہروں کی اطاعت گزار ہوتی ہیں۔ وہ ان کی غیر موجودگی میں ہر چیز کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں۔ میاں بیوی کے راز کی باتوں کو افشا نہیں کرتیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (النساء:۳۴) ترجمہ: ''پس وہ عورتیں جو نیک بخت ہیں اور خاوند کی عدم موجودگی میں بہ حفاظت الٰہی نگہداشت رکھنے والیاں ہیں۔''

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ کچھ مرد اور عورتیں ہم سب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہوسکتا ہے کوئی آدمی اپنے اور اپنی بیوی کے درمیان کے تعلقات کو بیان کرنے لگے یا اسی طرح کوئی عورت اپنے اور اپنے شوہر کے درمیان کے تعلقات کو بیان کرنے لگے، یہ سن کر لوگ خاموش ہوگئے تو میں نے کہا ہاں اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول! ایسا مرد بھی کرتے ہیں اور عورتیں بھی کرتی ہیں تو آپ نے فرمایا: ایسا نہ کرو کیونکہ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی شیطان کسی شیطانہ سے سرراہ ملے اور اسے ڈھانپ لے (جماع کرے) اس حال میں کہ لوگ دیکھ رہے ہوں۔ (احمد، طبرانی کبیر)

بہترین آداب واعلیٰ اخلاق کی حامل: پاکدامن وپاکباز عورتیں بلند پایہ آداب، اعلیٰ اخلاق اور شریفانہ عادات کی حامل ہوتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (النور:۳۱) ترجمہ: ''اور مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیوں کے بکل مارے رہیں، اور اپنی آرائش کو ظاہر نہ کریں، سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے والد کے یا اپنے خسر کے یا اپنے لڑکوں کے یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنے میل جول کی عورتوں کے یا غلاموں کے یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہیں۔ اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہوجائے، اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔''

پاکدامن مومن عورت اپنی نظر نیچی رکھتی ہے اور اپنے نفس کی حفاظت کرتی ہے اور اپنی عزت کی حفاظت کرتی ہے اور اجنبی لوگوں سے پردہ کرتی ہے اور اپنی زیب وزینت اتنی ہی ظاہر کرتی ہے جتنی کی شریعت نے اجازت دی ہے، اپنے پیروں کو زمین پر زور سے نہیں مارتی اور اپنے رب کی طرف رجوع کرتی ہے۔

حسن ظن: پاکدامن وپاکباز عورتیں کسی بھی مومن کے سلسلے میں اچھا گمان رکھتی ہیں اور ان پر غلط تہمت نہیں لگاتیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ (النور:۱۲) ترجمہ: ''اسے سنتے ہی مومن مردوں عورتوں نے اپنے حق میں نیک گمانی کیوں نہ کی اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو کھلم کھلا صریح بہتان ہے۔''

رب کی رضا اور شوہر کے حقوق کی ادائیگی: پاکدامن اور پاکباز عورت اپنے رب کی رضا وخوشنودی کی متلاشی ہوتی ہے اور اپنے شوہر کے حقوق کی ادائیگی کا خیال رکھتی ہے اور ہر طرح کے خطرات سے گھر کی حفاظت کرتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب عورت پانچوں وقت کی نماز ادا کرے، (رمضان کے) مہینے کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبردار ہو تو وہ جاہے جس دروازے سے جنت میں داخل ہوجائے۔ (ابن حبان)

اجنبی مردوں سے صرف بوقت ضرورت گفتگو: پاکدامن وپاکباز عورت اجنبی مردوں سے بقدر ضرورت ہی بات کرتی ہے اور ان سے بات کرتے وقت گفتگو کا انداز للچانے والا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (الاحزاب:۳۲) ترجمہ: ''تم نرم لہجے سے بات نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی خیال کرے اور ہاں قاعدے کے مطابق کلام کرو۔''

ایسی عورت اپنے گھر میں ٹک کر رہتی ہے اور بلا ضرورت باہر نہیں نکلتی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ (الاحزاب:۵۳) ترجمہ: ''جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو، تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے کامل پاکیزگی یہی ہے۔''

پردے میں رهنا اور بدن کو چهپانا: پاکدامن وپاکباز عورت پردے میں رہتی ہے اور اپنے بدن کو چھپا کر رکھتی ہے اور اس کا کوئی حصہ ظاہر نہیں ہونے دیتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (الاحزاب:۵۹) ترجمہ: ''اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں، اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ اللہ رحم کرے اولین مہاجرین کی عورتوں پر، جب اللہ کا یہ فرمان نازل ہوا: **ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن** (اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہیں) تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر ان کے دوپٹے بنا لیے۔ (بخاری) اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ جب آیت: **یدنین علیھن من جلابیبھن** (وہ اپنے اوپر چادر لٹکا لیا کریں) نازل ہوئی تو انصار کی عورتیں نکلتیں تو سیاہ چادروں کی وجہ سے ایسا لگتا گویا ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہوئے ہیں۔ (ابوداود)

اپنے گهر کے باهر کپڑے نه اتارنا: پاکدامن وپاکباز عورتوں کی ایک عمدہ صفت یہ ہے کہ وہ اپنے کپڑے اپنے گھر کے باہر کبھی نہیں نکالتیں اور پردے سے متعلق شریعت کے متعین کردہ ضابطوں کی پوری طرح پاسداری کرتی ہیں۔ حضرت ابوالملیح کہتے ہیں کہ شام کی کچھ عورتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں تو ان سے پوچھا کہ تم کہاں کی ہو؟ ان سب نے کہا ہم اہل شام سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ سن کر وہ بولیں: شاید تم اس علاقے کی ہو جہاں کی عورتیں بھی غسل خانوں میں داخل ہوتی ہیں، ان سب نے کہا: ہاں، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: سنو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو بھی عورت اپنے کپڑے اپنے گھر کے علاوہ کہیں اور اتارتی ہے تو وہ اپنے پردے کو جو اللہ اور اس کے درمیان ہے پھاڑ دیتی ہے۔ (ابوداود) ترمذی میں یہ الفاظ بھی ہیں: ''جو کوئی عورت بھی اپنے شوہر کے گھر کے علاوہ میں کپڑے اتارتی ہے تو اپنے اور اپنے رب کے درمیان جو پردہ ہے اسے پھاڑ دیتی ہے۔''

گهر میں اجنبی کو نه آنے دینا: پاکدامن پاکباز عورت اپنے گھر میں کسی اجنبی کو داخل نہیں ہونے دیتی چاہے وہ اس کے شوہر کے قریبی رشتہ داروں میں ہی سے کیوں نہ ہو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر مردوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اور تمہارا تمہاری بیویوں پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارا بستر کسی ایسے آدمی کو روندنے نہ دیں (گھر میں داخل ہونے نہ دیں) جسے تم ناپسند کرتے ہو۔ (مسلم) اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت محرم ہی کے ساتھ سفر کرے اور اس کے پاس اس حال میں کوئی نہ آئے کہ اس کے ساتھ محرم نہ ہو۔ تو ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں فلاں فلاں لشکر میں نکلنا چاہتا ہوں اور میری بیوی حج پر جانا چاہتی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: (لشکر میں جانے کی بجائے) اس کے ساتھ جاؤ۔ (بخاری) اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم عورتوں پر داخل ہونے سے پرہیز کرو۔ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! حمو (دیور) کے بارے میں کیا حکم ہے؟ فرمایا: وہ تو موت ہے۔ (بخاری ومسلم)

حدیث کے اندر ''حمو'' کا لفظ آتا ہے جس کا مطلب ہوتا ہے باپ بیٹوں کے علاوہ جو شوہر کے دیگر قریبی رشتہ دار ہیں۔ اس سلسلے میں امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ ممانعت اس لیے ہے کہ قریبی رشتہ داروں سے زیادہ خطرہ اور فتنہ میں مبتلا ہونے کا زیادہ امکان رہتا ہے۔ کیونکہ اوروں کے مقابلے وہ آسانی سے اس تک پہنچ جاتے ہیں اور بلا اعتراض ان کے ساتھ تنہائی کا بھی موقع ملتا ہے۔'' اور اسے موت اس لیے کہا گیا ہے کہ اس کا عورت کے پاس داخل ہونا موت کی طرح خطرناک ہے تو اس سے ایسے ہی بچنا چاہیے جس طرح موت سے انسان بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی مر جائے لیکن ایسا کام نہ کرے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے اس سے زنا کا امکان رہتا ہے اور زنا کے بعد اسے شرعا رجم کے ذریعہ موت کی سزا دی جا سکتی ہے۔

محرم کے ساته هی سفر کرنا: پاکدامن وپاکباز عورت محرم (وہ لوگ جن کے ساتھ شرعا نکاح حرام ہے) کے ساتھ ہی سفر کرتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خطبہ دیتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ بغیر محرم کی

موجودگی کے تنہائی میں نہ رہے اور کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔ یہ سن کر ایک شخص اٹھا اور بولا: اے اللہ کے رسول! میری بیوی حج کے لیے نکلی ہے اور میں نے اپنا نام فلاں فلاں غزوے میں لکھوا رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: جاؤ اپنے بیوی کے ساتھ حج کرو۔ (بخاری)

شـــرم وحیـــاء: پاکدامن و پاکباز عورت کے اندر شرم وحیاء زیادہ ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پردہ نشین عورت سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔ اگر آپ کو کوئی بات ناگوار گزرتی ہوتی تو ہم اس کا اثر فورا آپ کے چہرہ پر محسوس کر لیتے تھے۔ (بخاری ومسلم) اس حدیث میں دراصل آپ کے شرمیلے ہونے کی بات ہے لیکن اس سے یہ بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ شرم وحیاء پردہ نشین عورتوں کا امتیاز ہے۔ شرم وحیاء پاکدامن و پاکباز عورتوں کی بنیادی صفت ہے۔ جس نیک شخص (حضرت صالح علیہ السلام) کی بیٹیوں کے جانوروں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدین کے کنویں پر پانی پلایا تھا ان کے بارے میں ذکر ہے کہ وہ بھیڑ بھاڑ سے الگ کھڑی تھیں اور ہر دن مردوں کے ساتھ اختلاط سے دور رہتی تھیں اور جب تک سب لوگ چلے نہیں جاتے تھے اپنے جانوروں کو پانی نہیں پلاتی تھیں۔ جس کی منظر کشی قرآن کریم نے بایں الفاظ کی ہے: وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا (القصص:۲۳۔۲۵) ترجمہ: ''مدین کے پانی پر جب آپ پہنچے تو دیکھا کہ لوگوں کی ایک جماعت وہاں پانی پلا رہی ہے اور دو عورتیں الگ کھڑی اپنے (جانوروں کو) روکتی ہوئی دیکھیں، پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے، وہ بولیں کہ جب تک یہ چرواہے واپس نہ لوٹ جائیں ہم پانی نہیں پلاتیں اور ہمارے والد بہت بڑی عمر کے بوڑھے ہیں۔ پس آپ نے خود ان جانوروں کو پانی پلا دیا پھر سائے کی طرف ہٹ آئے اور کہنے لگے اے پروردگار! تو جو کچھ بھلائی میری طرف اتارے میں اس کا محتاج ہوں۔ اتنے میں ان دونوں عورتوں میں سے ایک ان کی طرف شرم وحیا سے چلتی ہوئی آئی، کہنے لگی کہ میرے باپ آپ کو بلا رہے ہیں تاکہ آپ نے ہمارے (جانوروں) کو جو پانی پلایا ہے اس کی اجرت دیں۔''

☆☆☆

(بقیہ صفحہ ۱۸ کا)

پر کوئی گناہ نہیں۔ اس کے برخلاف بندہ و رسول کو اس کا اختیار نہیں کہ وہ جسے چاہے دے اور جسے چاہے نہ دے بلکہ وہ اللہ کے حکم ہی سے کسی کو دے گا اور اسی کے حکم سے کسی کو دوست بنائے گا اور اس طرح اس کے سارے اعمال اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شمار ہوں گے جیسا کہ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ کی قسم! میں اپنی مرضی سے نہ کسی کو دیتا ہوں اور نہ کسی کو محروم کرتا ہوں، میں تو محض تقسیم کرنے والا ہوں، جہاں حکم ہوتا ہے وہاں تقسیم کرتا ہوں۔''

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے شرعی اموال کی نسبت اللہ اور رسول کی طرف کی ہے، جیسا کہ فرمایا:

قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (الانفال:۱)

''اے پیغمبر! آپ کہہ دیجئے کہ غنیمت کے مال اللہ اور رسول کے ہیں۔''

اور فرمایا: مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ (الحشر:۷) ''بستیوں والوں کا جو مال اللہ تعالیٰ تمہارے لڑے بھڑے بغیر اپنے رسول کے ہاتھ لگائے وہ اللہ کا ہے اور رسول کا۔۔۔''

اور فرمایا: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ (الانفال:۴۱) ''جان لو کہ تم جس قسم کی جو کچھ غنیمت حاصل کرو اس میں سے پانچواں حصہ تو اللہ کا ہے اور رسول کا۔''

اس لئے سب سے واضح قول یہ ہے کہ یہ مال حاکم وقت کی صوابدید کے مطابق اللہ اور رسول کی مرضی کے کاموں میں خرچ کیا جائے گا، جیسا کہ امام مالکؒ اور بعض دیگر اسلاف کا مذہب ہے، امام احمدؒ کا بھی ایک قول یہی ذکر کیا جاتا ہے۔ خمس کے بارے میں ایک دوسرا قول یہ ہے کہ اسے پانچ اصناف پر تقسیم کیا جائے گا، جیسا کہ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا مشہور قول ہے۔ قول یہ ہے کہ خمس کے تین حصے کئے جائیں گے اور یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول۔

اس جگہ دراصل یہ بتانا مقصود ہے کہ بندہ و رسول کا درجہ و مرتبہ بادشاہ نبی سے بڑھ کر ہے اور جس طرح ابراہیم، موسیٰ عیسیٰ اور محمد علیہم الصلاۃ والتسلیم یوسف، داود اور سلیمان علیہم السلام سے افضل ہیں اسی طرح اولیائے سابقین مقربین بھی ان اصحاب یمین ابرار سے افضل ہیں جو مقربین سابقین میں سے نہیں، تو جس نے اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی کی اور اپنے من پسند بعض مباح کام بھی کئے وہ اصحاب یمین مقتصدین میں سے ہے اور جس نے فرائض وواجبات کی ادائیگی کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی مرضی وخوشنودی کے کام کئے اور ماموارت کی ادائیگی کے لئے مباح کاموں سے بھی مدد لی وہ سابقین مقربین کے زمرہ میں ہے۔

ابوعدنان سعید الرحمٰن بن نور العین سنابلی
المرکز الاسلامی الثقافی الہندی للترجمۃ والتالیف، نئی دہلی

ریلس (Reels) کا فتنہ

موجودہ دور سائنسی ایجادات واختراعات کا دور ہے۔ زندگی کے تمام گوشوں سے متعلق متنوع جدید ایجادات وقوع پذیر ہوئی ہیں۔ یہ سچ ہے کہ ان ایجادات نے بہت حد تک انسانی زندگی کو آسان کیا ہے لیکن ان کے غلط استعمال کی وجہ سے ہمارے معاشرہ پر ان کے بہت سارے منفی اثرات بھی پڑے ہیں۔ انسانی معاشرہ سوشل سائٹس کی تباہ کاریوں اور خطورتوں سے بچنے کی راہ بھی تلاش نہیں کر پایا تھا کہ ہمارے سامنے ریلس (Reels) اور مختصر ویڈیوز (Short Videos) کا فتنہ منہ کھولے کھڑا ہو گیا ہے۔ سوشل سائٹس کی سنگینیوں میں ابھی تک ہم یہی دیکھتے تھے کہ ہماری نئی نسل ان چیزوں کی فریفتہ ہو کر اپنے اوقات کو بے تحاشہ برباد کرتی تھی، جنسی آوارگی کا شکار ہو رہی تھی، غیر محارم سے چیٹنگ کر رہی تھی، نیم عریاں یا بسا اوقات عریاں تصاویر کا باہم تبادلہ کر رہی تھی اور سوشل سائٹس کے بانیان و مالکان ان کے ڈاٹا بسا اوقات لیکس (Leaks) اور بسا اوقات ہیک (Hack) کر کے اپنے خفیہ ایجنڈوں کی تکمیل کر رہے تھے اور سبھی چیزیں ہمارے نوجوانوں کے لئے مصیبت و پریشانی اور پشیمانی و شرمندگی کا سبب بنتی تھی لیکن موجودہ وقت میں ریلس (Reels) اور مختصر ویڈیوز کے رواج اور چلن نے ہمارے سماج سے شرم وحیاء، شرافت وکرامت، شائستگی و پاکیزگی، عفت وعصمت اور طہارت و پاک دامنی جیسے اقدار کو بیخ وبن سے اکھاڑ دیا ہے شہرت کی خواہش اور مال وزر کی ہوس نے ہمارے اندر سے بھلے برے کی تمیز مٹا دیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم ریلس (Reels) اور ویڈیو بلاگس کے نام پر ایسی ایسی واہیات ، بے ہودہ اور گندے ویڈیوز شوٹ (Shoot) کرنے لگے ہیں کہ الامان والحفیظ۔

ایک بیٹی ، ایک بہن، ایک بیوی، ایک بہو اور ایک ماں رشتے ناطے کے سارے تحفظات و تقدسات کو پامال کر کے ایسے ایسے ویڈیوز سوشل سائٹس پر اپلوڈ (Upload) کرنے لگی ہیں کہ انہیں دیکھ کر ابلیس بھی شرما جائے، شرم وحیاء کو بھی پسینہ آ جائے اور بھلا انسانیت کا جنازہ تو ہم نے کب کا نکال دیا ہے؟ اور ایسا بھی نہیں ہے کہ صرف صنف نازک ہی ایسی حرکتیں انجام دیتی ہیں بلکہ نوجوان لڑکے، بوڑھے، بچے بھی اس وباء کے نرغے میں یکساں مقید دکھائی دیتے ہیں۔ فلمی نغموں پر کمر ہلاتے ہیں، فلمی ڈائیلاگس پر اداکاری کرتے ہیں، بے شرمی کی باتوں پر قہقہے لگاتے ہیں، شارٹ ویڈیوز کے دام ہمرنگ زمیں میں پھنس کر وقت جیسا قیمتی سرمایہ کو بے دردی سے برباد کرتے ہیں اور لایعنی اور بے ہودہ کاموں کی انجام دہی کو اپنے لئے باعث فخر ومباہات سمجھتے ہیں اور کچھ لائیکس وشیئرس پانے کے لئے انسانیت کا لباس اپنے اوپر سے نوچ کر پھینک کر دکھائی دیتے ہیں۔

لاک ڈاؤن (Lock down) میں جبکہ پوری دنیا میں عالمی وباء کورونا نے کہرام مچا رکھا تھا، اس موقع پر گھروں میں محصور جواں سال لڑکے اور لڑکیوں نے ٹِک ٹاک (Tiktok) پر اس قدر وقت برباد کیا کہ ایک شریف اور مہذب انسان اپنی اولادوں کے سلسلے میں ڈر میں مبتلا ہو گیا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے بچے بھی اس بیماری میں مبتلا ہو جائیں اور بلا مبالغہ ایسا لگتا تھا کہ اس فتنہ کی چپیٹ میں ہر گھر آ جائے گا، یہ تو اچھا ہوا کہ کچھ چائینیز ایپس (Apps) پر پابندی عائد کر دی گئی۔ ورنہ اب تک کیا صورت حال ہوئی ہوتی، اس کے تصور سے ہی ہمارے جسموں پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ افسوس کہ ارباب حکومت نوجوان نسلوں کے مستقبل کو لے کر سیریس (Serious) نہیں ہیں، کیونکہ انہوں نے ایک طرف ٹک ٹاک پر پابندی عائد تو کر دی لیکن اس جیسے سیکڑوں دوسرے ایپس (Apps) کے چلن کو عوام کے درمیان اجازت فراہم کر دی کہ وہ ہمارے نوجوانوں کے مستقبل کے ساتھ جس طرح چاہیں کھلواڑ کریں، وہ ان اپلی کیشنز کا شکار ہو کر اپنے ارمانوں کا خون کریں، بے حیائی و فحاشی کے شکار بنیں اور تعلیم وتعلم سے دور ہو جائیں۔ بروقت انسٹا گرام اور فیس بک پر ریلس، اسناپ چیٹ پر شارٹ ویڈیوز، لائیکی، ٹکا ٹک، شیئر چیٹ، چنگاری، ٹریل، جوش، موج، زیلی اور بائٹ وغیرہ نے بھی ٹک ٹاک جیسی بے حیائی وفحاشی پھیلانے کا کام کیا ہے اور بہت تیزی کے ساتھ ہماری نسلیں اس آگ کے چپیٹ میں آ کر اپنے ارمانوں اور امیدوں کا نشیمن خاکستر کر رہی ہیں۔

یہاں اس بات کی وضاحت کرنا مناسب ہوگا کہ مختلف سوشل سائٹس کے مالکان نے سوشل سائٹس کے ساتھ ریلس اور شارٹ ویڈیوز کا جوڑ کا اپنے صارفین کی خدمت میں پیش کیا ہے، ایسا نہیں ہے کہ انہیں اس سے فائدہ نہیں ہے بلکہ صرف صارفین کے شوق وذوق اور ان کی دل لگی ودل بستگی کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان ریلس، ویڈیو بلاگنگ اور شارٹ ویڈیوز کے ذریعہ کمپنیوں کی موٹی کمائیاں ہوتی ہیں، ان کے صارفین میں بے تحاشہ اضافہ ہوتا ہے اور وہ صارفین کی تعداد دکھا کر بڑی بڑی تجارتی کمپنیوں سے اشتہارات حاصل کرتے ہیں اور بسا اوقات

صارفین کی نجی معلومات کے ساتھ بھی خرد برد کرتے ہیں اورانہیں فروخت کردیتے ہیں گویا کہ عالمی سازشی طاقتیں ہماری شناخت کے ساتھ کھلواڑ کرتی ہیں، ہمارے مستقبل کے ساتھ کھلواڑ کرتی ہیں اورصہیونیت کی تاریخ رہی ہے کہ وہ اس جیسی چیزوں کے ذریعہ نسلوں کے درمیان بے راہ روی کو عام کرتی ہیں۔

یوں تو ان ریلس اور مختصر ویڈیوز میں مختلف اور متنوع برائیاں پائی جاتی ہیں جس کا ادراک ہر خاص وعام بآسانی کرسکتا ہے لیکن ”وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ“ کے تحت اس عمل میں پائی جانے والی کچھ برائیوں اور قباحتوں کو ذکر کرنے کی کوشش کی جارہی ہے تاکہ ہم جانیں کہ ہم شوقیہ یا وقت گزاری کے طور پر جو کام انجام دے رہے ہیں وہ کن عظیم برائیوں کا سبب ہے تاکہ ہم اس برائی کو سمجھ سکیں اور پھر اس سے دوری بنا سکیں۔حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ”كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ عَنِ الخَيْرِ، وكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي“(لوگ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر وبھلائی کے بارے میں دریافت کیا کرتے تھے اور میں آپ سے برائی کے بارے میں پوچھا کرتا تھا،اس ڈر سے کہ میں اس کا شکار نہ ہو جاؤں۔)(صحیح بخاری/3606)

بہر حال،اس تعلق سے کچھ باتیں آپ کی خدمت میں پیش ہیں،اس امید سے کہ اللہ تعالی ہمیں اس سنگین عمل سے بچائے اور ہماری نئی نسل کو خیر وصلاح،تقویٰ وخشیت الٰہی،عبادت وانابت اور نیکی واچھائی کا خوگر بنادے اور برائیوں،بے حیائی کے کاموں اور فحاشیوں سے دور فرمادے۔آمین یارب العالمین۔

☆ تربیت میں کوتاھی:

ہماری اولادوں کے اندر بے راہ روی کی جتنی بھی صورتیں اور قسمیں پائی جاتی ہیں،اس کے پس پردہ ایک اہم سبب یہ ہے کہ والدین اپنی تربیتی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں ناکام ہیں۔جبکہ اللہ تعالی نے قرآن پاک میں والدین کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ وہ اپنے بچوں اور ماتحتوں کی صحیح تربیت دیں اور انہیں جہنم کی آگ سے بچانے کا جتن کریں۔ارشاد ربانی ہے:”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ“(سورۃ التحریم/6)(اے ایمان والو!تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں جو حکم اللہ تعالی دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔)

اسی طرح بہت مشہور واقعہ ہے کہ جب آیت کریمہ”وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ“(سورۃ الشعراء/214)(اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈرادے۔)نازل ہوئی تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رشتے داروں کو اکٹھا کیا اور فرمایا:”يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ -أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا- اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ، لا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شيئًا، يا بَنِي عبدِ مَنَافٍ، لا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شيئًا، يا عَبَّاسُ بنَ عبدِ المُطَّلِبِ، لا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شيئًا، ويَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسولِ اللَّهِ، لا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللَّهِ شيئًا، ويَا فَاطِمَةُ بنْتَ مُحَمَّدٍ، سَلِينِي ما شِئْتِ مِن مَالِي، لا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللَّهِ شيئًا“(اے جماعت قریش!یا اسی طرح کا اور کوئی کلمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی اطاعت کے ذریعہ اپنی جانوں کو اس کے عذاب سے بچاؤ کیونکہ اللہ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا۔اے بنو عبد مناف!اللہ کے ہاں میں تمہارے لیے بالکل کچھ نہیں کرسکوں گا۔اے عباس بن عبد المطلب!اللہ کی بارگاہ میں میں کسی کے کام نہیں آسکوں گا۔اے صفیہ،رسول اللہ کی پھوپھی!میں اللہ کے یہاں آپ کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکوں گا۔اے فاطمہ!محمد(صلی اللہ علیہ وسلم)کی بیٹی!میرے مال میں سے جو چاہو مجھ سے لے لو لیکن اللہ کی بارگاہ میں،میں تمہیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکوں گا۔)(صحیح بخاری/4771،صحیح مسلم/206)

ہمارے یہ بچے ہمارے ہاتھوں میں امانتیں ہیں جن کی صحیح تربیت ہم پر ضروری ہے اور قیامت کے روز ان کے بارے میں پرسش بھی ہوگی۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:”كُلُّكُمْ رَاعٍ ومَسْؤُولٌ عن رَعِيَّتِهِ، فَالإِمَامُ رَاعٍ وهو مَسْؤُولٌ عن رَعِيَّتِهِ، والرَّجُلُ في أهْلِهِ رَاعٍ وهو مَسْؤُولٌ عن رَعِيَّتِهِ، والمَرْأَةُ في بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وهي مَسْؤُولَةٌ عن رَعِيَّتِهَا، والخَادِمُ في مَالِ سَيِّدِهِ رَاعٍ وهو مَسْؤُولٌ عن رَعِيَّتِهِ“(تم میں سے ہر شخص ذمہ دار و نگہبان ہے اور ہر شخص سے اس کی ذمہ داری اور نگہبانی کے بارے میں پوچھا جائے گا۔امام نگہبان ہے اور اس سے اس کی نگہبانی کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔آدمی اپنے گھر میں نگہبان ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں پرسش ہوگی۔عورت اپنے شوہر کے گھر کی ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا اور نوکر اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار ہے اور اس سے بھی اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھ تاچھ کی جائے گی۔)(صحیح بخاری/2409،صحیح مسلم/1829)

ان واضح اور روشن نصوص کے بعد بھی اگر ہم اپنی اولاد کی تربیت میں کوتاہی کرتے ہیں،ان کی تربیت کے تعلق سے اپنی ذمہ داری کی ادائیگی نہیں کرتے ہیں،انہیں اسلامی آداب سے روشناس نہیں کراتے ہیں،کرامت انسانی کا درس نہیں دیتے ہیں،ان کے دلوں میں اخلاق کریمانہ اور عادات حسنہ سے محبت اور برائیوں وبے حیائیوں سے نفرت وبغض کی ترسیخ نہیں کرتے ہیں تو یقین جانیے ہماری اولادوں کے بگاڑ کے سبھی جتن کیے جارہے ہیں اور بڑی تیزی کے ساتھ ہماری نسلیں تباہی کی طرف

بڑھ رہی ہیں۔

اس صورت میں والدین کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں کہ وہ اپنے بچوں کی اسلامی تربیت کریں اور بے حیائی وفحاشی کی طرف لے جانے والی سبھی چیزوں سے دور رکھیں۔ اولاً بچپن میں موبائل، انٹرنیٹ، کمپیوٹر، ٹیبلیٹ اور الیکسا جیسی دودھاری چیزوں سے دور رکھیں اور اگر انہیں تعلیم کی غرض سے دے بھی رہے ہیں تو ہمیشہ دھیان رکھیں کہ ہمارے جگر کے یہ ٹکڑے ان چیزوں کا استعمال کس طرح سے کر رہے ہیں، ایسا تو نہیں غلط ویب سائٹس پر وقت گزاری کر رہے ہیں، غلط اشخاص وافراد کے ساتھ چیٹ کر رہے ہیں اور کسی لایعنی بات میں الجھے ہوئے ہیں۔

☆ **دیوث صفت:** گھر کی خواتین گھر کی عزت وآبرو ہوتی ہیں۔ خواتین جس حیثیت میں بھی ہوں وہ گھر کی شان ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک شریف انسان ہر لمحہ اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کی کوشش کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی اجنبی انسان کی نظر اس کے محارم پر نہ پڑے، چنانچہ اولاً وہ کوشش کرتے ہیں کہ ان کے گھروں کی مستورات اختلاط کی جگہوں پر نہ جائیں۔ ثانیاً اگر وہ اختلاط کی جگہوں پر جائیں تو باپردہ جائیں۔ ثالثاً ایسے زرق برق یا چست وتنگ لباس زیب تن نہ کریں جو اجنبی مردوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا سبب بنتے ہوں۔

اس کے برعکس سماج ومعاشرہ میں کچھ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو اپنی بیٹیوں، بہنوں، بیویوں اور ماؤں کی نمائش کو شان وشوکت کا باعث تصور کرتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے گھروں میں اجنبی مردوں کے داخلے کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ جب چاہیں، جس طرح چاہیں اور جس وقت چاہیں آئیں جائیں، انہیں کوئی روک ٹوک نہیں ہوتا اور نہ انہیں کسی طرح کا اندیشہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے گھروں میں اجنبی افراد داخل ہوتے ہیں، غیر محرم خواتین کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے ہیں اور تنہائی میں بھی باتیں کیا کرتے ہیں۔ ایسے لوگ گرچہ اپنے احباب کی سلامت فکری اور پاک سوچ کا جس قدر بھی تیقن کرلیں لیکن یہ سبھی افعال واعمال اسلام مخالف ہیں کیونکہ جب کوئی مرد کسی اجنبی خاتون کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے تو چاہے خود کو کتنا پرہیزگار باور کرائے، سچ یہ ہے کہ وہاں شیطان ہوتا ہے جو تنہائی میں موجود مرد وخاتون کو ایک دوسرے کے لئے خوشنما بنا کر پیش کرتا ہے اور دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے برے احساسات وخیالات ڈالتا ہے۔

اس کے برعکس ایسا شخص جو اپنے گھروں میں اجنبی لوگوں کو داخل ہونے کی اجازت دیتا ہے، اپنے گھر کی خواتین کے پاس اپنے 'احباب' کی آمدورفت کو برا نہیں جانتا، اسے اس بات سے بالکل فرق نہیں پڑتا کہ اجنبی شخص اس کی گھر کی خواتین کے ساتھ بیٹھ کر کیا باتیں کرتا ہے، کس طرح کی ہنسی مذاق کرتا ہے اور کتنی دیر ٹھہرتا ہے تو ایسے لوگوں کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ثـلاثةٌ لا يـنـظـرُ الـلَّـهُ عـزَّ وجـلَّ إليهـم يـومَ الـقـيـامةِ: العاقُّ لوالِدَيـهِ، والمرأةُ المترجِّلةُ، والـدَّيُّـوثُ، وثـلاثةٌ لا يـدخُـلونَ الجنَّةَ: العاقُّ لـوالِدَيـهِ، والـمـدمِـنُ على الخمرِ، والمنَّانُ بما أعطى ''(تین طرح کے لوگ ایسے ہیں جنہیں اللہ رب العزت قیامت کے روز نہیں دیکھے گا: والدین کی نافرمانی کرنے والا، مردوں سے مشابہت کرنے والی عورت اور بے غیرت شوہر۔ نیز تین طرح کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے: والدین کی نافرمانی کرنے والا، شراب کا رسیا اور کوئی چیز دے کر احسان جتانے والا۔)(سنن نسائی/2562، شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

حدیث کے رو سے دیوث ایسے آدمی کو کہتے ہیں جسے اپنے اہل وعیال کے سلسلے میں غیرت وحمیت نہ ہو۔ اس کی غیرت ختم ہو چکی ہو۔ دیوث کی تعریف میں ایسے بھائی، باپ اور خاوند بھی شامل ہیں جو اپنی بہن، بیٹی، بیوی کو پردے کی پابندی نہیں کرواتے بلکہ انہیں نیم عریاں لباس پہنا کر بازاروں اور محفلوں میں لیے پھرتے ہیں۔ پردہ کرنا تو عورت کو کرنا ہے لیکن کروانے کی ذمہ داری اس کے بھائی، باپ اور خاوند پر بھی ہے۔ جو مرد اپنی عورتوں کے بارے میں غفلت کا شکار ہیں ایسے مرد کچھ اور نہیں بس دیوث (بے غیرت) ہیں۔

☆ **ایسی خواتین جنت سے محروم رہیں گی:** شارٹ ویڈیوز کے فتنے میں سب سے زیادہ شکار خواتین ہیں۔ آپ کبھی غیر دانستہ طور پر بھی ان ایپس پر چلے گئے تو آپ کو متعدد بے شرمی وبے حیائی پر مبنی ویڈیوز دیکھنے کو مل جائیں گی جن میں نوجوان لڑکیاں، ادھیڑ عمر کی خواتین بلکہ بوڑھی عورتیں فلمی نغموں پر تھرکتی ہیں، اپنے جسم کی نمائش کرتی ہیں اور بے حیائی پر مبنی باتوں کو مزاحیہ انداز میں پیش کرتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔۔۔

شریعت اسلامیہ میں جہاں کہیں بھی خواتین کو فتنہ قرار دیا ہے، وہ اسی قماش کی خواتین کے تعلق سے ہے جو اسلامی پردہ کا التزام نہیں کرتیں، بلاضرورت محفلوں کی رونق بنتی ہیں، میک اپ کے نام پر ایسے پاؤڈرس، کریمس، فاؤنڈیشنس اور نہ جانے کون کون سے مواد استعمال کرتی ہیں جنہیں استعمال کرکے باہر نکلنے کو کسی بھی صورت میں جائز نہیں قرار دیا جاسکتا ہے۔ ایسی خواتین کو شارع نے بہت سخت الفاظ میں زانیہ تک کہا ہے۔

ایسی تمام دوشیزاؤں کو ایک بات یاد رکھنی چاہئے کہ ان کے ان برہنہ یا بے شرمی پر مبنی ویڈیوز کو جتنے لوگ بھی دیکھتے ہیں سب کا وبال ویڈیو بنانے والے کے سر ہوگا۔ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: ''مَن سَنَّ في الإسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً، فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَن عَمِلَ بهَا بَعْدَهُ، مِن غيرِ أَنْ يَنْقُصَ مِن أُجُورِهِمْ شيءٌ، وَمَن سَنَّ في الإسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً، كانَ عليه وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَن عَمِلَ بهَا مِن بَعْدِهِ، مِن غيرِ أَنْ يَنْقُصَ مِن أَوْزَارِهِمْ شيءٌ ''(جو آدمی اسلام میں کسی نیک طریقہ کو رائج کرے تو

اسے اس کا بھی ثواب ملے گا اور اس کا ثواب بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کرے لیکن عمل کرنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس آدمی نے اسلام میں کسی برے طریقہ کو رائج کیا تو اسے اس کا بھی گناہ ہوگا اور اس آدمی کا بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کرے گا۔لیکن عمل کرنے والے کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔)(صحیح مسلم/1017)

یقینی طور پر شارٹ ویڈیوز بنانے والی لڑکیوں کو سوچنا چاہئے کہ مختصر ویڈیوز کے نام پر وہ جو بے حیائی، بے شرمی، فحش نگاری اور بے مروتی کو وہ پروس رہی ہیں، اس کا وبال بس یہی نہیں ہیں کہ وہ عریانیت کے پرچار و پرسار کی گنہگار ہوں گی بلکہ جتنے لوگ ان ویڈیوز کو دیکھیں گے اور ان ویڈیوز کی وجہ سے جتنے لوگوں کے دل و دماغ میں برے خیالات، بے ہودہ افکار اور غیر شرعی احساسات آئیں گے، ان سب کی ذمہ دار وہ ویڈیوز بنانے والیاں ہوں گی اور انہیں دیکھنے والوں کے گناہوں کے مثل گناہ بھی ملے گا۔

نیز مختصر ویڈیوز بنا کر پوری دنیا میں تشہیر کرنے والی خواتین کو مزید یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ جس مذہب کی پیروکار ہیں اس مذہب میں خواتین کے لئے جسم کی نمائش سنگین جرم ہے۔اللہ تعالیٰ نے خواتین کو حکم دیا ہے کہ وہ گھروں میں رہیں اور اپنی عزت و آبرو اور عفت و پاک دامنی کی حفاظت کریں اور زمانۂ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار کرکے اپنے گھروں سے نہ نکلیں کہ فتنہ کا سامان بنیں اور غیر مردوں کے دلوں میں ان کے تعلق سے غلط خیالات اور برے افکار پیدا کرے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى''(سورۃ الأحزاب/33)(اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ کا اظہار نہ کرو۔)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:''المرأةُ عورةٌ فإذا خرجتِ استشرفَها الشَّيطانُ''(خاتون سراسر پردہ ہے، وہ جب نکلتی ہے تو شیطان اسے خوشنما بنا کر پیش کرتا ہے۔)(سنن ترمذی/1173، شیخ البانی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔)

اب بھلا کوئی بتائے کہ عورت خود گھر سے نکلے تو نہیں لیکن مختصر ویڈیوز بنا کر انہیں پوری دنیا میں تشہیر کرے تو کیا وہ لائق ستر ہونے کا پاس و لحاظ رکھتی ہے اور کیا ایسی صورت میں شیطان اسے خوش نما بنا کر پیش نہیں کرے گا لیکن ان ویڈیوز میں تو معاملہ عریانیت، برہنگی اور ننگا پن کا پایا جاتا ہے اور اگر کوئی خاتون اس قماش کی ہو تو اسے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ایسی خواتین کو جہنمی قرار دیا گیا ہے۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:''صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُما، قَوْمٌ معهُمْ سِياطٌ كَأَذْنابِ البَقَرِ يَضْرِبُونَ بها النَّاسَ، ونِساءٌ كاسِياتٌ عارِياتٌ مُمِيلاتٌ مائِلاتٌ، رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ البُخْتِ المائِلَةِ، لا يَدْخُلْنَ الجَنَّةَ، ولا يَجِدْنَ رِيحَها، وإنَّ رِيحَها لَيُوجَدُ مِن مَسِيرَةِ كَذا وكَذا''(دو قسم کے جہنمی ایسے ہیں کہ جنہیں میں نے نہیں دیکھا، ایک قسم تو ان لوگوں کی ہے کہ جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے جس سے وہ لوگوں کو مارتے پھریں گے اور دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی۔وہ مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود مردوں کی طرف مائل ہوں گی، ان عورتوں کے سر بختی اونٹوں کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہوں گے وہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو پا سکیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت (یعنی دور) سے محسوس کی جاسکتی ہے۔)(صحیح مسلم/2128)

آپ غور کریں کہ جو عورتیں، نیم عریاں لباسیں زیب تن کرتی ہیں، مردوں کو اپنی طرف مائل کرتی ہیں یا خود مردوں کی طرف مائل ہوتی ہیں، ان کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنا دردناک وعید سنائی ہے کہ ایسی خواتین جنت کی خوشبو تک نہیں پا سکیں گی۔

بہرحال شریعت اسلامیہ نے بڑے شد و مد سے خواتین کو بے پردگی، عریانیت، فحش نگاری، ننگا پن اور برہنگی سے روکا ہے۔اس تعلق سے بہت ساری باتیں لکھی جاسکتی ہیں لیکن ایک مومن کی شان یہ ہوتی ہے کہ اس کے تعلق ایک حدیث کافی ہوتی ہے اور اس پر ہی آمنا وصدقنا کہہ کر اسے اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنالیتا ہے۔اللہ ہمیں عمل کی توفیق ارزانی فرمائے اور ہماری خواتین کو فہم سلیم بخشے۔آمین۔

☆ میوزک اور موسیقی:

ان مختصر ویڈیوز میں پائی جانے والی قباحتوں میں ایک قباحت یہ ہے کہ ان میں میوزک اور فحش گانے استعمال کئے جاتے ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ میوزک و موسیقی اور ساز کا استعمال حرام ہے۔مشہور واقعہ ہے کہ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ساز و بانسری کی آواز سنی تو انھوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور راستہ بدل لیا، دور جا کر انھوں نے مجھ سے پوچھا: اے نافع! کیا اب بھی آواز آرہی ہے؟ نافع کہتے ہیں: میں نے کہا کہ نہیں، اب آواز نہیں آرہی ہے، تب انہوں نے کانوں سے انگلیاں نکال کر ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح موسیقی کی آواز سنی تھی اور آواز سن کر میری طرح آپ نے اپنے مبارک کانوں میں انگلیاں دے دیں تھیں۔(سنن ابوداود/4926، شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور شعیب ارناؤوط اور شیخ زبیر علی زئی افغانی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔)

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الحِرَ، وَالحَرِيرَ، وَالخَمْرَ، وَالمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلَى جَنْبِ عَلَمٍ يَرُوحُ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ

يَأْتِيهِمُ يَعْنِى الْفَقِيرَ لِحَاجَةٍ، فَيَقُولُونَ ارْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا، فَيُبَيِّتُهُمُ اللَّهُ وَيَضَعُ الْعَلَمَ وَيَمْسَخُ آخَرِينَ قِرَدَةً، وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ''(میری امت میں ایسے برے لوگ پیدا ہوجائیں گے جو زنا کاری، ریشم کا پہننا، شراب پینا اور گانے بجانے کو حلال بنالیں گے اور کچھ متکبر قسم کے لوگ پہاڑ کی چوٹی پر (اپنے بنگلوں میں رہائش کرنے کے لئے) چلے جائیں گے۔ چرواہے ان کے مویشی صبح وشام لائیں گے اور لے جائیں گے۔ ان کے پاس ایک فقیر آدمی اپنی ضرورت لے کر جائے گا تو وہ ٹالنے کے لئے اس سے کہیں گے کہ کل آنا لیکن اللہ رات کو ان کو (ان کی سرکشی کی وجہ سے) ہلاک کردے گا، پہاڑ کو (ان پر) گرادے گا اور ان میں سے بہت سوں کو قیامت تک کے لئے بندر اور سور کی صورتوں میں مسخ کر دے گا۔) (صحیح بخاری معلقا/ 5590، السنن الکبری للبیہقی/ 20988، شیخ البانی نے اسے سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ/ 91 میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

سابقہ حدیثوں پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ موسیقی بہرصورت ناجائز ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''الْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ '' (گانا دل میں نفاق کو جنم دیتا ہے۔) (تعظیم قدر الصلاۃ للمروزی/ 680، شیخ البانی نے اسے موقوفاً صحیح قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ اس جیسی بات انسان اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو: تحریم آلات الطرب:146۔148)

ان تمام تر واضح ہدایات وفرمودات کی روشنی میں گانا بجانا اور رقص وسرور شریعت اسلامیہ میں حرام ہیں لیکن افسوس صد افسوس اس موجودہ دور میں ناچ، گانا اور رقص اب باقاعدہ عمومی دلچسپی کا فن بن چکا ہے، ان واہیات کاموں کو سیکھنے سکھانے کے لئے باقاعدہ اکیڈمیاں اور سکول قائم ہو چکے ہیں، اور ان فنون خبیثہ کے پروڈکٹ اور مظاہر معاشرے میں وسیع پیمانے پر پھیلانے کے لئے باقاعدہ انڈسٹری ہوتی ہے جن کی سرپرستی حکومت اور دیگر ادارے کرتے ہیں، جدید ذرائع ابلاغ نے ان ناکارہ اور خبیث فنون کو گھر گھر اور ہر آدمی تک زبردستی پہنچایا ہے۔ بلکہ موبائل فون نے ان خباثتوں کو ہر جیب تک پہنچا دیا ہے، جس کی وجہ سے ان خباثتوں کے متاثرین کی تعداد ناقابل بیان حد تک بڑھ چکی ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ان ویڈیوز کے ساتھ دل بستگی اور دل فریبی میں بہت ساری قباحتوں کے ساتھ میوزک وموسیقی کا رول بھی منفی ہے جس سے شریعت نے سختی سے منع فرمایا ہے لہذا اس وجہ سے بھی مختصر ویڈیوز بنانا، ان کی تشہیر کرنا، انہیں دیکھنا اور ان کے ذریعہ کمائی کرنا حرام قرار پاتا ہے۔

☆ **وقت کی بربادی:**

انسانی زندگی اوقات سے عبارت ہے۔ اگر کوئی انسان اپنے اوقات کا صحیح استعمال کرتا ہے تو یقینی طور پر اس کی زندگی کامیاب ہے لیکن اس کے برعکس جو اپنے اوقات کو لہو ولعب، کھیل کود، موج مستی اور لایعنی باتوں میں گزارتا ہے تو اس کی زندگی لائق افسوس اور اکارت وبےکار ہے۔ اوقات کی اہمیت کا اندازہ لگانا ہو تو آپ قرآن پاک پڑھیں جابجا اللہ تعالیٰ نے اوقات میں سے مختلف لمحات کی قسم کھائی ہے۔ کہیں ''والضحیٰ'' کہہ کر چاشت کے وقت کی، تو کہیں ''والفجر'' فرما کر فجر کی قسم کھائی۔ اسی طرح ''واللیل اذا یغشی'' کہہ کر رات کی اہمیت کو اجاگر کیا اور مختلف لمحات کی انفرادی حیثیت وافادیت کو آشکارا کیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وفرامین سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف طرح سے وقت کی اہمیت کو آشکارا کیا ہے بلکہ بتایا ہے کہ وقت رب تعالیٰ کے ذریعہ انسانوں کو عطا کیا ہوا ایک عظیم نعمت وامانت ہے جس کے بارے میں انسان سے بروز قیامت پرسش ہوگی۔

ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لا تزولُ قدَما عبدٍ يومَ القيامةِ حتَّى يسألَ عن عمرِهِ فيما أفناهُ، وعن عِلمِهِ فيمَ فعلَ، وعن مالِهِ من أينَ اكتسبَهُ وفيمَ أنفقَهُ، وعن جسمِهِ فيمَ أبلاهُ '' (قیامت کے دن کسی بندے کے دونوں پاؤں اس وقت تک نہیں ہل سکتے جب تک کہ اس سے اس کی عمر کے بارے میں نہ پوچھ لیا جائے کہ اسے کہاں ختم کیا، علم کے بارے میں کہ کس قدر عمل کیا، مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور جسم کے بارے میں کہ اس نے کس چیز میں اسے کھپایا۔) (سنن ترمذی/ 2417، شیخ البانیؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

افسر المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''اغْتَنِمْ خَمْسًا قبلَ خَمْسٍ: شَبابَكَ قبلَ هَرَمِكَ، وصِحَّتَكَ قبلَ سَقَمِكَ، وغِناكَ قبلَ فَقْرِكَ، وفَراغَكَ قبلَ شُغْلِكَ، وحَياتَكَ قبلَ مَوْتِكَ'' (پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو: اپنی جوانی کو بوڑھاپے سے پہلے، تندرستی کو بیماری سے پہلے، تونگری کو فقیری سے پہلے، خالی اوقات کو مشغولیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے۔) (مستدرک حاکم/ 7846، شعب الایمان للبیہقی/ 10248، شیخ البانیؒ نے اسے صحیح الترغیب والترہیب/ 3355 میں صحیح قرار دیا ہے۔)

گویا کہ ہمیں جو اوقات حاصل ہیں یہ اللہ کا عطا کردہ عظیم سرمایہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پوچھے گا اور بڑی باریکی کے ساتھ اس تعلق سے حساب کتاب لے گا۔ اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کی عبادتوں میں وقت کو گزارا ہوگا اور نیک کاموں میں وقت کا استعمال کیا ہوگا تو ہم کامیاب وسرخرو ہوں گے لیکن اگر ہم نے لغو قسم کی ویڈیوز، گندی اور فحش ویڈیوز کلپ شوٹ کرنے اور واہیات قسم کی باتوں پر

ایکٹنگ (اداکاری) کرتے ہوئے ہم نے اپنے قیمتی وقت کو برباد کیا ہوگا تو قیامت کے روز ہم آہ و بکا کریں گے، روئیں گے گڑگڑائیں گے، ندامت کے آنسو بہائیں گے، پچھتائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پشیماں ہوں گے لیکن وہاں یہ ندامتیں، خجالتیں اور گریہ وزاریاں کسی کام کی نہیں ہوں گی اور خائب وخاسر اور ناکام و نامراد ہوں گے۔

اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إلى اللهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ، وفي كُلٍّ خَيْرٌ. احْرِصْ علَى ما يَنْفَعُكَ، وَاسْتَعِنْ باللَّهِ وَلَا تَعْجِزْ، وإنْ أَصَابَكَ شيءٌ، فلا تَقُلْ: لو أَنِّي فَعَلْتُ كانَ كَذَا وَكَذَا، وَلَكِنْ قُلْ: قَدَرُ اللهِ وَما شَاءَ فَعَلَ؛ فإنَّ (لو) تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ'' (زبردست مسلمان (زبردست سے مراد وہ ہے جس کا ایمان قوی ہو، اللہ تعالیٰ پر بھروسا رکھتا ہو، آخرت کے کاموں میں ہمت والا ہو) اللہ کے نزدیک بہتر اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے ناتواں مسلمان سے اور ہر ایک طرح کا مسلمان بہتر ہے، حرص کر ان کاموں کی جو تجھ کو مفید ہیں (یعنی آخرت میں کام دیں گے) اور مدد مانگ اللہ سے اور ہمت مت ہار اور تجھ پر کوئی مصیبت آئے تو یوں مت کہہ اگر میں ایسا کرتا تو یہ مصیبت کیوں آتی لیکن یوں کہہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں ایسا ہی تھا جو اس نے چاہا کیا۔ اگر مگر کرنا شیطان کے لیے راہ کھولنا ہے۔) (صحیح مسلم/ 2664)

اس حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ''احْرِصْ عَلَى ما يَنْفَعُكَ''ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہم ہر طرح کی لایعنی اور فالتو و بے کار کاموں سے گریز کریں اور کسی بھی طرح سے ایسے کام کو انجام نہ دیں جس میں ہمارا وقت برباد ہو، ہماری عزت وآبرو کو خطرہ ہو اور جس میں فائدہ نہ ہو۔

☆ **اعلانیہ گناہ کا ارتکاب:** ہر انسان خطا کار ہے۔ غیر شعوری طور پر خطاؤں کا سرزد ہونا معیوب نہیں ہے لیکن خطاؤں کے بعد غلطی کا عدم احساس معیوب ہے۔ اسی طرح غلطی کو اعلانیہ طور پر انجام دینا بھی معیوب ہے۔ اگر ہم ویڈیوز بنانے والوں کو دیکھیں گے تو پائیں گے کہ یہ لوگ اعلانیہ طور پر گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ یہ لوگ جو ویڈیوز بناتے ہیں ان میں کھلے عام عریانیت، فحش گوئی، استہزاء بالدین، موسیقی، رقص، تصویر سازی، ویڈیوگرافی اور قابل ستر اعضاء کا اظہار جیسے گناہ انجام دیئے جاتے ہیں۔

اعلانیہ گناہ کی قباحت وشناعت کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''كُلُّ أُمَّتي مُعافًى إلَّا المُجاهِرِينَ، وإنَّ مِنَ المُجاهَرَةِ أنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ باللَّيْلِ عَمَلًا، ثُمَّ يُصْبِحَ وقدْ سَتَرَهُ اللَّهُ عليه، فَيَقُولَ: يا فُلانُ، عَمِلْتُ البارِحَةَ كَذا وكَذا، وقدْ باتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ، ويُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللَّهِ عنْه'' (میری تمام امت کو معاف کیا جائے گا سوائے گناہوں کو کھلم کھلا کرنے والوں کے اور گناہوں کو کھلم کھلا کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ ایک شخص رات کو کوئی (گناہ کا) کام کرے اور اس کے باوجود کہ اللہ نے اس کے گناہ کو چھپا دیا ہے مگر صبح ہونے پر وہ کہنے لگے کہ اے فلاں! میں نے کل رات فلاں فلاں برا کام کیا تھا۔ رات گزر گئی تھی اور اس کے رب نے اس کا گناہ چھپائے رکھا، لیکن جب صبح ہوئی تو وہ خود اللہ کے پردے کو کھولنے لگا۔) (صحیح بخاری/ 6069، صحیح مسلم/ 2990) اس حدیث کی رو سے ویڈیوز بنا کر بے حیائی و بے شرمی کی باتوں کو دنیا بھر میں پھیلانے والے چونکہ گناہوں کا اعلانیہ ارتکاب کرتے ہیں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ یہ اور اس جیسی بے شمار قباحتیں اس عمل میں پائی جاتی ہیں۔ اس وجہ سے مسلمانوں سے استدعا ہے کہ وہ اس عمل سے خود کو دور رکھیں اور اپنے معاشرہ سے بھی اس سم قاتل کی بیخ کنی کی کوششیں کریں کیونکہ ہماری نئی نسل خطرے میں ہے۔ ہم تمام لوگوں پر دینی، اخلاقی اور انسانی فریضہ ہے کہ ہم اٹھ کھڑے ہوں اور انفرادی واجتماعی طور پر اس انسانیت بے زار اور شیطانی عمل سے معاشرہ کو پاک کرنے کے تعلق سے عملی اقدام کریں۔

☆☆☆

جماعتی خبریں

ہریانہ کے دوجواں سال عالم دین کا انتقال

پُر ملال: یہ خبر بڑے رنج وغم اور افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ بروز پیر مورخہ ۱۱/جولائی ۲۰۲۲ء کو جناب عبدالسلام شکراوہ ہریانہ کے دو جواں سال لڑکے عالم دین مولانا انیس سنابلی اور مولانا اعجاز سنابلی مدنی کا ایک سڑک حادثہ میں انتقال پُر ملال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا انیس شکراوہ کی ایک مسجد میں امامت وخطابت اور دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دے رہے تھے جبکہ مولانا اعجاز سنابلی جامعہ اسلامیہ مدینہ طیبہ میں زیر تعلیم تھے۔ انتقال کے دوسرے دن منگل کو ظہر کے بعد قصبہ کے قبرستان میں ان کی تدفین ہوئی۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ مرحومین کی لغزشوں اور خطاؤں کو معاف فرمائے۔ جنۃ الفردوس میں جگہ دے متعلقین وجملہ پسماندگان خصوصاً مرحومین کے والد ماجد جناب عبدالسلام صاحب کو صبر وسلوان کی توفیق دے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی ودیگر ذمہ داران جملہ متعلقین کے غم میں برابر کے شریک ہے۔ (ادارہ)

اعلان داخلہ

المعهد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامية

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائی دہلی میں قائم اعلی تعلیمی وتربیتی ادارہ "المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیۃ" میں نئے تعلیمی کلینڈر (۲۰۲۲-۲۰۲۳) کے مطابق امسال نئے سیشن کے لئے

۲۰/اگست ۲۰۲۲ء مطابق ۲۱/محرم الحرام ۱۴۴۴ھ بروز ہفتہ تا ۲۲/اگست ۲۰۲۲ء

مطابق ۲۳/محرم الحرام ۱۴۴۴ھ بروز پیر داخلہ لیا جائے گا۔ان شاءاللہ

شرائط داخلہ:

● امیدوار کسی معتبر سلفی ادارہ سے فارغ التحصیل ہو۔● دین کی خدمت اور دعوت کا جذبہ فراواں رکھتا ہو۔● آخری سال میں امتیازی نمبرات حاصل کیے ہوں۔● فراغت پر دو سال سے زیادہ کی مدت نہ گزری ہو۔● جس ادارہ سے فارغ ہوا اس سے امیدوار کے حسن السیرۃ والسلوک پر کم از کم دو اساتذہ کی تصدیق ہو۔● اسلامی وضع قطع کا پابند ہو● الیکشن آئی کارڈ یا آدھار کارڈ یافتہ ہو● مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی کسی ذیلی جمعیت کی طرف سے سفارش کی گئی ہو۔● تحریری وتقریری امتحان میں کامیابی کے بعد ہی داخلہ لیا جائے گا۔داخلہ کے لیے اصل اسناد پیش کرنا ضروری ہے۔

خصوصیات:

● خوشگوار ماحول میں عمدہ تعلیم۔● دعوت وافتاء کی عملی مشق۔● مقالات وبحوث لکھنے کی تربیت۔● انگریزی اور کمپیوٹر کی تعلیم کا معقول بندوبست● علیحدہ کشادہ کمپیوٹر لیب● ماہر اساتذہ کی ایک ٹیم۔● وقتاً فوقتاً جدید موضوعات پر ماہرین کے توسیعی خطبات۔● ہر طالب علم کو ماہانہ وظیفہ● بہترین رہائشی انتظامات ● ڈائننگ ہال میں کھانے کا نظم۔● مطالعہ کے لیے لائبریری جس میں مصادر ومراجع کی کتابیں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔● کھیل کود کے لیے وسیع میدان۔

درخواست موصول ہونے کی آخری تاریخ: ۱۶/اگست ۲۰۲۲ء

اپنی درخواست مع تصدیقات ونقول اسناد درج ذیل پتہ پر ارسال کریں۔

"المعهد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامية"

اہل حدیث کمپلیکس، ڈی۔۲۵۴، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی۔۲۵

فون نمبر:۔011-26946205, 23273407،موبائل:09560841844, 9213172981

شعبۂ تعلیم و تربیت:

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل کی تعمیر وتکمیل کے لیے

محترم و غیور ائمہ، خطباء، متولیان مساجد اور ذمہ داران جمعیات سے پُر زور اپیل اور التماس

اہل حدیث منزل میں چوتھی منزل کی چھت کی ڈھلائی کا کام ہوا چاہتا ہے اور دیگر تینوں منزلوں کی صفائی کی تکمیل کے لیے آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے جمعہ میں باضابطہ طور پر اپنی مسجدوں میں اس کے تعاون کے لیے پرزور اعلان فرمائیں اور مندرجہ ذیل کھاتے میں رقم ارسال فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام بنائیں اور اس صدقہ جاریہ میں شریک ہوں۔

تعاون کے طریقے: (۱) سیمنٹ، سریا، روڑی، بدرپور، ریت (۲) نقد رقم (۳) کاریگروں اور مزدوروں کی اجرت کی ادائیگی (۴) کھڑکی، دروازہ، پینٹ، رنگ وروغن کا سامان یا قیمت مہیا کرا کے تعاون فرمائیں اور مال واولاد اور اعمال صالحہ میں برکت پائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)

RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292